ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

12 مارچ 2003ء - ۸ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
جلد 12 شمارہ 8
www.tanzeem.org

- کیا اب بھی وقت نہیں آیا.....؟ (اداریہ)
- امریکی عزائم اور عالم اسلام (تجزیہ)
- ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا (روداد اجتماع)

ایمانِ حقیقی کا سرچشمہ: قرآنِ حکیم

ایمان کا سب سے بڑا منبع و سرچشمہ خود قرآنِ حکیم ہے۔ سورۃ الانفال میں سچے اہلِ ایمان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا: ﴿......وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا......﴾ ''اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہیں''۔

گزشتہ ابواب میں یہ بات وضاحت سے سامنے آ چکی ہے کہ معرفت رب ہر انسان کے دل میں ودیعت شدہ ہے اور ضرورت صرف اسے جلا دینے یعنی activate کرنے کی ہے اور یہ صرف نورِ وحی سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ جب فطرتِ سلیمہ پر نورِ وحی کا نزول ہو گا تو نورِ ایمان وجود میں آ جائے گا۔

ہمارا انسانی وجود ایک مرکب وجود ہے جو جسد اور روح پر مشتمل ہے۔ ہمارے جسد خاکی کی تمام ضروریات اس زمین سے پوری ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارا روحانی وجود عالمِ امر کی شے ہے اور اس کے تغذیہ وتقویت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عالمِ بالا سے قرآنِ حکیم نازل کیا ہے۔ ہماری زمینی حیات کا مبدا پانی ہے اور یہی ہماری زندگی کا سرچشمہ ہے۔ عالمِ حیاتیات میں جو کام پانی سرانجام دیتا ہے وہی کام عالمِ امر میں قرآن کرتا ہے۔

ہماری پوری تحریک، جدوجہد اور جستجو کا یہی فلسفہ ہے کہ قرآنِ حکیم ایمان ویقین کا منبع و سرچشمہ ہے۔ ضرورت صرف تعلیم و تعلم کے ذریعے اسے عام کرنے کی ہے کیونکہ اسی ذریعے سے شعوری ایمان پیدا ہو گا۔

(محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''حقیقتِ ایمان'' سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (آیت:۱۸۰تا۱۸۲)

''فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آ جائے تم میں سے کسی کی موت کا وقت اور چھوڑے کچھ مال تو اُسے چاہئے کہ وصیت کرے اپنے ماں باپ کے لئے اور قریبی رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ۔ ایسا کرنا ضروری ہے پرہیزگاروں پر۔ پھر جو بدل ڈالے اس وصیت کو سن لینے کے بعد تو اس کا گناہ بدلنے والوں پر ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور جسے اندیشہ ہو وصیت کرنے والے سے کسی طرفداری یا گناہ کا پس وہ صلح کرادے ان کے درمیان تو کچھ گناہ نہیں اس پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے''۔

وراثت کے احکام آنے سے پہلے اہل ایمان کو وصیت کا حکم تھا کہ جب تم میں سے کوئی موت کے قریب آ جائے اور وہ کچھ مال چھوڑ کر جارہا ہو تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین اور رشتہ داروں کے حق میں اچھے طریقے سے وصیت کرے۔ کیونکہ اس وقت کے معاشرے میں عجیب رواج تھا کہ مرنے والے کا وارث صرف اُس کا بڑا بیٹا ہوتا۔ چھوٹی اولاد یا ماں باپ کا کوئی حق نہیں ہوتا تھا۔ ہندوؤں میں بھی وراثت اسی طرح چلتی ہے کہ بڑا بیٹا ہی وارث ہوتا ہے۔ چھوٹے بیٹوں کو وراثت میں سے حصہ نہیں ملتا۔ لیکن شریعت نے پہلا کام یہ کیا کہ فوت ہونے والا اپنے بوڑھے والدین کے لئے اور چھوٹے بہن بھائیوں وغیرہ کے لئے بھلے طریقے سے وصیت کردے۔ البتہ بعد میں سورۃ النساء میں جب قانون وراثت آ گیا تو وارثوں کے لئے حصوں کا تعین کردیا کہ اگر مرد فوت ہوا تو بیوی کا اتنا حصہ۔ بیوی فوت ہوئی ہے تو شوہر کا اتنا حصہ۔ اولاد میں بیٹے بیٹیاں ہوں تو اُن کا اتنا حصہ، صرف ایک بیٹی ہو تو اتنا حصہ وغیرہ وغیرہ۔ سورۃ النساء میں تقسیم وراثت کے بارے میں اس تفصیل کے بعد وصیت کا یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اب وصیت کرنا لازم نہیں۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے وراثت کے ایک تہائی میں وصیت کے حکم کو برقرار رکھا ہے یعنی اگر کوئی شخص وصیت کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی جائیداد کے 1/3 حصہ تک وصیت کرسکتا ہے لیکن وہ وصیت کسی وارث کے لئے نہ ہوگی کیونکہ وارث کو تو وہی ملے گا جو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کردیا ہے۔ البتہ وارثوں کے علاوہ کسی کارخیر کے لئے یا یتیم، مسکین کے حق میں وصیت کی جاسکتی ہے۔

وصیت کے اس حکم کے ساتھ یہ وضاحت بھی کردی گئی کہ جو کوئی اس وصیت کو بدل دے گا جبکہ اُس نے سن لیا تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا جس نے اُس میں رد و بدل کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

اسی حکم کے ذیل میں یہ اجازت بھی موجود تھی کہ اگر کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے جانبداری سے کام لیا ہے یا کوئی گناہ کا معاملہ کرگیا ہے ساری وصیت کسی ایسے کے حق میں کرگیا ہے کہ دوسرے حق دار محروم رہ گئے ہوں تو خاندان کا کوئی بڑا مداخلت کرکے اُن کے درمیان معاملہ طے کرادے کہ وصیت کرنے والے سے غلطی ہوئی ہے اور ان دوسرے افراد کو بھی کچھ ملنا چاہئے۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ وصیت کرنے والا جو کچھ لکھ گیا ہے وہ پتھر پر لکیر ہے اور اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ اس میں جانبین کی رضامندی سے ترمیم ہوسکتی ہے۔

☆☆☆

دنیا کی زندگی ایک آزمائش ہے

عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک دنیا شیریں اور ہری بھری چیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے زندگی گزارتے ہو۔ پس بچو دنیا (کی محبت) سے اور بچاؤ اختیار کرو عورتوں سے۔ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا''۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو زینت دی ہے انسانوں کی آزمائش کے لئے، لہٰذا ساتھ ہی یہ بھی واضح کردیا ہے کہ یہ صرف چند دن استعمال کے لئے ہے، دل لگانے اور جمع کرنے کے لئے نہیں، کیونکہ یہ ساتھ دینے والی نہیں۔ اسی طرح کا معاملہ انسانوں کے باہمی تعلق کا ہے کہ یہ بھی آزمائش کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد و زن میں باہم کشش رکھی ہے۔ لیکن اگر اس تعلق ہی کو زندگی کا مقصد سمجھ لیا جائے تو یہ فتنہ ہے جو ناکامی اور فساد کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جیسے آج عورت مرد کے اعصاب پر سوار ہے اور مرد اس کی دلجوئی کی خاطر احکام دین سے روگردانی کو معمولی بات سمجھتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فتنے سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

08 MAR 2003

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

کیا اب بھی وقت نہیں آیا......؟

درخت کی جڑوں پر تیشہ رکھا جا چکا ہے۔
امت مسلمہ ذلت و مسکنت کا عذاب تو ایک عرصے سے بھگت ہی رہی تھی' اب آرمیگاڈان یا ''الملحمۃ العظمیٰ'' کی صورت میں عذابِ الٰہی کا ایک بڑا بھرپور کوڑا مسلمانوں کی پیٹھ پر برسنے کو ہے!
عراق کے خلاف جارحانہ عزائم کے حوالے سے امریکی صدر' فرعونِ وقت' جارج ڈبلیو بش ساری دنیا سے ''دہشت گرد'' کا ''اعزازی خطاب'' پانے کے باوجود جارحیت پر مُصر ہے اور اپنے وحشیانہ عزائم کی راہ میں حائل ہر رکاوٹ کو بزورِ قوت فنا کرنے کی دھمکیاں کھلے لفظوں میں دے رہا ہے!
فرعونِ وقت جو خود کسی آسیب کے زیر اثر ہے' ہر قیمت پر عراق کو تہس نہس کرنے اور لاکھوں عراقی شہروں کا خون کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس کے سر پر خون سوار ہے۔
صدر بش کی حیثیت کٹھ پتلی سے زیادہ نہیں۔ اس کی ڈور ہلانے والی اصل قوت یہود جو برائی کا اصل محور ہے' گیٹر اسرائیل کے قدیمی خواب کو مجسم حقیقت بنانے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔
اگر اللہ کی جانب سے کوئی خصوصی معاملہ پردہ غیب سے ظاہر نہ ہوا تو فرعون وقت کو مشرق وسطیٰ کو ایک خوفناک میدانِ کارزار میں تبدیل کرنے اور پورے خطے کا نقشہ تبدیل کر کے گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی!
ادھر پاکستان کے حالات بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔
امریکی بھیڑیا پاکستانی میمنے کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرنے کے بعد اب مختلف حیلوں بہانوں سے پاکستان کو موردِ الزام ٹھہرا رہا ہے۔
دہشت گردی کے خلاف عالمی مہم میں فرعونِ وقت کا ساتھ دینے والے اِس بدقسمت ملک کو ''دہشت گردی کا اڈا'' اور Evil Behind the Axis of Evil کے طعنے سننے پڑ رہے ہیں۔
بش کی ایک دھمکی کے سامنے بچھ جانے والے صدر مشرف جو ملک میں جمہوری سیٹ اپ کے قیام کے باوجود آج بھی ملک و قوم کی تقدیر کے بلاشرکتِ غیرے مالک ہیں' بزعم خویش اس کوشش میں ہیں کہ عراق کے معاً بعد پاکستان کی باری نہ آئے ـــــ انہیں یہ اندازہ تو ہو چکا ہے کہ عراق کو روندنے کے بعد امریکی عفریت پاکستان کو ہڑپ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ـــــ لیک بعد از خرابی بسیار!
تنظیم اسلامی تو برس ہا برس سے قوم کو اس ''انجامِ بد'' کے حوالے سے جگانے کی کوشش کر ہی رہی تھی' ملک کے بزرگ ترین اور نہایت قابل احترام صحافی جناب مجید نظامی بھی آج کل جگہ جگہ اس امر کی دہائی دے رہے ہیں کہ عراق پر حملہ کی صورت میں امریکہ بھارت کے ذریعے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ و برباد کرنے کی ممکنہ کوشش کرے گا۔ سیدھی سی بات ہے کہ جس ''محبوبہ'' کو راضی کرنے کے لئے امریکی صدر بندر کی طرح ناچ رہے ہیں' اسے اصل خطرہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اور یہاں موجود دین کے حرکی تصور رکھنے والے طبقات سے ہے۔ اِس قتالہ کی خوشنودی کا راستہ پاکستان کی تباہی کی راہداری سے گزرتا ہے۔

تو کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ
ہمارے دل اللہ کی یاد کے سامنے جھک جائیں۔
ہم اپنے رب کی جناب میں صدقِ دل سے توبہ کریں' اپنے سابقہ گناہوں پر استغفار کریں' آئندہ اصلاح عمل کا عزمِ مصمم کریں!
ہم جو بحیثیت قوم نصف صدی سے زائد عرصہ اللہ سے بدعہدی اور دین سے بے وفائی کے جرم عظیم کے مرتکب ہوتے رہے ہیں' قوم یونس کی مانند اجتماعی توبہ کریں' اللہ اس کے رسولؐ اور اس کے دین سے وفاداری کا از سر نو عہد کریں اور اپنی صداقت کے عملی ثبوت کے طور پر مملکت خداداد' پاکستان میں دین حق کے قیام یعنی نظام خلافت کے قیام و نفاذ کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں۔
کیا عجب کہ اللہ کی رحمت جوش مارے اور ہمارے سروں پر سے وہ عذاب جس کے آثار شروع ہو چکے ہیں' ٹل جائے اور عالمی اسلام دشمن طاقتوں کے مقابلے میں کائنات کی عظیم ترین طاقت ہماری پشت پناہ بن جائے کہ اخروی نجات و فلاح کے علاوہ دنیوی کامیابی و سربلندی کا واحد راستہ بھی یہی ہے!

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 12 شمارہ 8

6 تا 12 مارچ 2003ء

(۲ تا ۸ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

ادارۂ تحریر: سید قاسم محمود' مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان' محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد مختار' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638 - 6366638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

اس شمارے کی قیمت:: 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250 روپے

بیرون پاکستان

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

...........1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

...........2200 روپے

مسلمان امت اگر اللہ کے دشمنوں سے وفاداری کرے تو اُسے دنیا میں ذلت و رسوائی کے عذاب سے دوچار ہونا پڑتا ہے

ستم ظریفی یہ ہے کہ سر پر عذاب کے سائے منڈلاتے دیکھ کر بھی ہمارے شب و روز میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی

اگر ہم اب بھی اللہ اور اس کے رسولؐ سے وفاداری کا ثبوت دیں تو اللہ کی نصرت و رحمت کے مستحق بن سکتے ہیں

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 21 فروری 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ اجتماعات جمعہ سے جو گفتگو زیر بحث ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ نائن الیون کے واقعہ کے بعد امریکی صدر بش نے کروسیڈز (صلیبی جنگ) کا لفظ استعمال کرتے ہوئے گویا عالم اسلام کے خلاف طبل جنگ بجا دیا اور موقف اختیار کیا کہ عالم اسلام میں کچھ دہشت گرد ہیں جو امریکہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں لہٰذا ہمیں ان دہشت گردوں کے خلاف عالمی مہم شروع کرنا ہے۔ چنانچہ اب ایک طرف امریکہ اور اس کے پشت پناہ بعض مغربی عیسائی طاقتیں اور امریکہ کی پشت پر سوار یہودیوں کی مشترک قوت ہے۔ اور دوسری طرف عالم اسلام ہے اور یہ صورت حال بعینہٖ وہ ہے جس کی طرف اقبال نے اپنے ان اشعار میں اشارہ کیا تھا ۔

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

اس جنگ کے پیچھے دراصل امریکہ کے کچھ مقاصد ہیں جنہیں وہ حاصل کرنا چاہتا ہے' چونکہ اس کے ان عزائم کی راہ میں اُمتِ مسلمہ کے وہ دینی عناصر رکاوٹ بن سکتے ہیں جو اسلام کو ایک نظام کی حیثیت سے نافذ کرنا چاہتے ہیں' اس لئے وہ انہیں دہشت گرد قرار دے کر ان کے خلاف کارروائی کا آغاز کر چکا ہے۔ جبکہ امریکہ کی عسکری قوت کی آڑ میں درحقیقت یہودی ابلیسی قوت عالم اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتی ہے تاکہ مسجد اقصیٰ گرا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ یہ صورت حال ایک اعتبار سے قیامت سے قبل' حق و باطل کے مابین' ہونے والے اس معرکے کی تمہید ہے جسے احادیث میں الملحمۃ العظمٰی اور تورات میں آرمیگاڈان کہا گیا ہے۔ دوسری طرف عالم اسلام کا حال بزبان حالی یہ ہے کہ ۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اس کیفیت میں مسلمان بے بسی سے دیکھ رہے ہیں کہ اب عراق کی باری ہے اس کے بعد ایران اور پاکستان کی باری آنے والی ہے۔ جیسا کہ صدر پرویز مشرف نے بھی کہا تھا کہ ''کوشش کریں گے کہ عراق کے بعد پاکستان کی باری نہ آئے''۔ گویا پاکستان کی باری تو آ کر رہے گی' دیکھنے کی بات محض اتنی ہے کہ کب آتی ہے!

بہرحال ابلیسی قوتیں جس نیو ورلڈ آرڈر کا نفاذ چاہتی ہیں اس کے تین پہلو ہیں:

1) اللہ سے بغاوت پر مبنی سیکولر جمہوری نظام
2) سود اور جوئے پر مبنی معیشت
3) انسان کو شرف انسانیت سے محروم کرنے والی مادر پدر آزاد بے حیا تہذیب

امریکہ چاہتا ہے کہ یہ نظام پوری دنیا پر نافذ ہو۔ پوری دنیا اس کے تابع ہو جائے اور اس کا تمام دنیا کی معدنی دولت کے ذخائر پر قبضہ ہو جائے۔ اسی لئے وہ چاہتا ہے کہ کوئی دوسرا ملک ہرگز اتنی جنگی قوت حاصل نہ کر پائے کہ وہ امریکہ کے لئے خطرہ بن جائے۔

یہود جو ابلیس کے سب سے بڑے ایجنٹ ہیں ان کا ایجنڈا ہے کہ دنیا پر معاشی طور پر حکمرانی کریں۔ اس ایجنڈے کی تکمیل کے لئے ہی انہوں نے نیو ورلڈ آرڈر ترتیب دیا ہے۔ ابلیس کی خواہش ہے کہ انسانوں کو گمراہ کر کے خدا کا نافرمان بنا دیا جائے یہاں تک کہ وہ محض حیوان رہ جائے اور شرف انسانیت سے گر جائے۔ اس کی خواہش کی تکمیل کے لئے یہود سرگرداں ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ اگر اس ایجنڈے کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ ہو سکتا ہے وہ عالم اسلام اور مسلمان ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ نیو ورلڈ آرڈر اللہ کا باغی اور سرکش نظام ہے۔ اس لئے وہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ بالخصوص ان کا دشمن وہ مسلمان ہے جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی اور دین حق کے نفاذ کی بات کرتا ہے' جو کہتا ہے ۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

امریکہ اس وقت یہود کے دیئے ہوئے اسی مشن کی تکمیل کے لئے عمل پیرا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ طالبان کی نوزائیدہ اسلامی حکومت کو جس کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ ''ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں'' کچلنے کے لئے امریکہ اپنی تمام تر قوت کے ساتھ حملہ آور ہوا اور اب عراق کے خلاف کمربستہ ہے۔ عراق پر حملے کے ذریعے دراصل عظیم تر اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ اب یہ بات عام ہو چکی ہے کہ عراق پر حملے کا مقصد حکومت کی تبدیلی نہیں بلکہ پورے علاقے کا نقشہ تبدیل کرنا ہے۔

آج کی نشست میں ہمیں جس نکتے پر توجہ مرکوز کرنا ہے وہ یہ کہ اس تمام صورت حال میں جبکہ ابلیس' امریکہ اور یہود اپنی چالیں بظاہر نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں ہمیں دیکھنا ہے کہ مشیت ایزدی کیا ہے؟ اللہ کا ضابطہ اور قانون کیا ہے؟ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اگر اس کیفیت میں ہیں تو بلاسبب نہیں ہیں۔ یہ دنیا اصلاً دار الامتحان ہے اور عالم آخرت دار الجزاء ہے۔ اللہ کا قانون ہے کہ اگر مسلمان امت بحیثیت مجموعی اللہ کے دین سے بے وفائی کرتے ہوئے اس کی کتاب کو پس پشت ڈال دے' اللہ سے عہد وفا استوار کرنے کی بجائے اس کے دشمنوں سے دوستی کرے تو اس مسلمان امت کو دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ قرآن میں سابقہ امت مسلمہ بنی اسرائیل کا اسی حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہود کو کہا گیا تھا کہ ﴿اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ﴾ واقعی یہ بہت بڑی فضیلت تھی کہ وہ انبیاء کی اولاد میں سے تھے اور ایک طویل عرصے تک نبوت و رسالت انہی کے ہاں رہی۔ حضرت

یعقوبؑ کے بارہ بیٹے اوران کی نسل کو بنی اسرائیل یا یہود کہتے ہیں۔ اگرچہ اب ان میں غیر اسرائیلی بھی شامل ہو چکے ہیں۔ تاہم حضرت موسیٰؑ بھی ان ہی میں سے تھے اور حضرت موسیٰؑ کے بعد چودہ سو سال کے عرصہ تک اس روئے ارضی پر آنے والا ہر نبی اور رسول ان ہی میں سے تھا' لیکن اس قوم یا اُمت نے جب اللہ کے دین سے بے وفائی کی تو اللہ تعالیٰ نے ذلت و مسکنت کا عذاب عذاب ان پر مسلط کر دیا:

﴿ضربت علیھم الذلة والمسکنة﴾

اسی طرح قرآن میں یہ بھی ذکر ہے:

''یاد کرو جب تیرے رب نے فیصلہ کیا تھا کہ اللہ قیامت تک ان (یہودیوں) پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو انہیں سخت ترین عذاب کا مزہ چکھائیں گے''۔ (الاعراف: 167)

یہی قانون اب ہم پر بھی لاگو ہوا ہے۔ اللہ اور اس کے دین سے بے وفائی' اللہ کا دامن چھوڑ کر اس کے دشمنوں سے دوستی استوار کرنے کے جرم میں اب یہ کم ہمتی ہم مسلمانوں پر مسلط کر دی گئی ہے۔ آج پوری امت کا اجتماعی معاملہ یہی ہے۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ہم اپنی باری کے انتظار میں ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ سر پر عذاب کی تلوار لٹک رہی ہے لیکن ہمارے شب و روز میں اب بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ فلسطین پر اسرائیل کب سے ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے لیکن کیا انہوں نے اللہ کی رسی کو تھاما ہے؟ کیا انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے رنگ میں رنگ لیا ہے؟۔ عراق پر کسی بھی وقت حملہ ہو سکتا ہے جس کے نتیجہ میں شاید لاکھوں افراد لقمہ اجل بن جائیں لیکن کیا انہوں نے اجتماعی توبہ کا راستہ اختیار کیا؟ کوئی عزم کیا کہ ہم اللہ کے دین کے وفادار رہیں گے اور اسے قائم کریں گے؟

لہٰذا اب جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے یہ اللہ کی اسی سنت کا ظہور ہے' کیونکہ پہلے ساری رحمتیں ہم پر ہو چکی ہیں اور اب برق گرنے کی باری ہے۔ اللہ نے ہمیں یہ فضیلت دی تھی کہ آنحضور ﷺ کی امت میں شامل فرمایا' اور پھر قرآن مجید جیسی عظیم نعمت عطا کی کہ رسولؐ کی پیروی اور قرآن کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر ہم اب بھی خسران عظیم سے بچ سکتے ہیں۔ بقول اقبال ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یعنی اب بھی اگر ہم اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ سے وفاداری کا ثبوت دیں تو اللہ کی نصرت و رحمت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی تو اللہ تعالیٰ نے جیسے 1000 ق م میں بخت نصر کے ہاتھوں بنی اسرائیل پر عذاب مسلط کیا' جس نے لاکھوں یہودیوں کو قتل کیا اور باقی کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گیا اور ان کا قبلہ ہیکل سلیمانی مسمار کر دیا' پھر 70ء میں ٹائٹس رومی کے ہاتھوں انہیں عذاب میں مبتلا کیا گیا اور اب پچھلی صدی میں ہٹلر کے ہاتھوں بھی ان کی پٹائی کرائی گئی' اسی طریقے سے اب ہم پر امریکہ اور یہودیوں کے ذریعے اللہ کے عذاب کا کوڑا برسنے والا ہے۔ یہ کوئی انہونی نہیں قرآن چودہ سو برس پہلے بتا چکا ہے:

''اگر تم نے دین سے روگردانی کی تو وہ (اللہ) تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا''۔ (سورۂ محمد: 38)

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس قرآن کے ذریعے اقوام کو عروج اور سربلندی عطا کرے گا اور اسے ترک کرنے کی پاداش میں ان کو رسوا کرے گا''۔ چنانچہ اب ہمارے ساتھ جو حالات پیش آنے والے ہیں اس کے آثار بالکل واضح ہیں ؎

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے لیکن
پیران کلیسا کی دعا ہے کہ یہ ٹل جائے

آج ہمارا حال اس حدیث کے مطابق ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

''ایک وقت آئے گا کہ اقوامِ عالم میں تمہاری حیثیت جھاگ کی مانند ہو گی اور اقوامِ عالم تم پر ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جیسے دستر خوان پر مہمانوں کو کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے کی دعوت دی جاتی ہے''۔ ایک اور حدیث میں اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ''ایسا اس لئے ہو گا کہ تمہارے اندر دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت پیدا ہو جائے گی''۔

صحیح احادیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس معرکہ حق و باطل کے نتیجے میں آخر کار حق غالب آئے گا لیکن قرائن بتاتے ہیں کہ اس سے پہلے ہمیں ہماری کوتاہیوں کی سزا مل سکتی ہے جس کے آثار نمایاں ہیں۔ اگر ہم اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ کے فرمان کے مطابق عمل کرنا ہو گا:

''ہو سکتا ہے تمہارا رب تم پر رحم فرمائے لیکن پھر اگر تم نے وہی روش اختیار کی تو ہم بھی وہی کچھ کریں گے اور ایسے ناشکروں کے لئے ہم نے جہنم تو تیار کیا ہوا ہے جو انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ بے شک یہ قرآن سب سے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے''۔ (بنی اسرائیل: 8-9)

اس قرآن سے وفاداری ہی اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اگر امت کا کوئی حصہ کسی اسلامی ملک میں اللہ کے دین کے نفاذ میں کامیاب ہو جائے تو امید ہے کہ اللہ اس بڑے عذاب سے ہمیں محفوظ کر دے گا۔ لہٰذا ہمیں بحیثیت امت اپنا قبلہ درست کرنا چاہئے اور اللہ کی جناب میں توبہ کرتے ہوئے اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کے لئے اپنا تن من دھن وقف کر دینا چاہئے۔

خلافت کانفرنس

ان شاء اللہ 30 مارچ 2003ء بروز اتوار' صبح 9 بجے

ایوانِ اقبال آڈیٹوریم' ایجرٹن روڈ لاہور میں منعقد ہو گی

زیر صدارت: محترم **ڈاکٹر اسرار احمد** داعی تحریک خلافت پاکستان

ملک کے معروف سکالرز' علماءِ کرام اور دانش ور حضرات

خطاب فرمائیں گے۔ شرکت کی عام دعوت ہے

خواتین کے لئے علیحدہ نشستوں کا اہتمام ہو گا

زیر اہتمام: **تحریک خلافت پاکستان**

رابطہ فون: 0333-4294304

امریکی عزائم اور عالم اسلام

(آخری قسط)

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

عراق پر امریکہ کے ممکنہ حملے کی دو وجوہات عام طور پر سمجھی جا رہی ہیں۔ ایک مشرق وسطیٰ کے تیل کے ذخائر پر قبضہ اور دوسری گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار کرنا' لیکن یہ دونوں وجوہات ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ امریکی ہوس زر میں اندھے ہو چکے ہیں اور یہودی امریکی معیشت پر چھائے ہوئے ہیں۔ امریکہ معاشی فوائد کے حصول کے لئے یہودیوں کے پاؤں کے تلے چاٹ رہا ہے۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہودی وقت کی سپر پاور کے کندھوں پر سوار ہو جاتے ہیں اور اس سے ایسے فیصلے کرواتے ہیں جن سے اُن کے مفادات پورے ہوتے ہوں' پھر اپنے مفادات کے حصول کے بعد اس سپر پاور کو بھی ڈس لیتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کے شاید علم میں نہ ہو کہ ہسپانیہ کی فتح میں یہودیوں نے مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ یہودی ایک ذہین قوم ہے لیکن ذہانت منفی کاموں اور سازش کے جال بچھانے میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کی اسی سازشی ذہنیت کی وجہ سے ہٹلر نے عبرتناک سزا دی لیکن یہودی نہ صرف سازشوں سے باز نہ آئے بلکہ اس سزا کو بھی پروپیگنڈا کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا اور اپنی مظلومیت کا زبردست ڈھنڈورا پیٹا۔ جنگِ عظیم دوم کے بعد حالات کا رُخ مکمل طور پر یہودیوں کے حق میں ہو گیا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ طویل منصوبہ بندی اور جامع حکمتِ عملی سے انہوں نے حالات کو اپنے لئے انتہائی موافق بنا لیا۔ ملک گیری کا یہ انداز بدل گیا کہ دوسرے کے ملک پر حملہ کرو' اس پر قبضہ کرو اور اپنے مفتوح علاقے کے مسائل میں خواہ مخواہ الجھے رہو۔ کالونی ازم کا جدید ترین طریقہ یہ ہے کہ خود دولت کے کوہ ہمالیہ بن جاؤ' دوسروں کو اپنا اقتصادی محتاج بناؤ اور پھر دولت کی چمک سے غریب ملکوں کے حکمرانوں کو اپنی انگلیوں پر نچاؤ۔ عوام کے مسائل سے وہ نمٹیں' گالیاں انہیں پڑیں اور مفادات یہ حاصل کریں کیونکہ اقتصادی مدد کی وجہ سے اُن کی شہ رگ پر سرمایہ دار امیر قوم کا ہاتھ ہوگا۔ یہودی تعداد میں قلیل ہیں' اُن کے لئے عسکری لحاظ سے دنیا پر غلبہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا دنیا کے اردگرد اقتصادی زنجیر کھینچ دو اور اس زنجیر سے انہیں ایسے باندھو کہ اکثریت کولہو کے بیل کی طرح جُتی رہے۔ اپنے خون پسینے سے فیکٹریوں میں مال تیار کریں' زمین کا سینہ چیریں' دولت کا انبار وہ لگائیں اور دوسروں کو زندہ رہنے کے لئے کچھ نہ کچھ دے دیں تاکہ اُن کے لئے محنت کرتا رہے۔ امریکہ کا مسئلہ یہ ہے کہ دولت کی افراط نے

ابوالحسن

اخراجات میں بے تحاشہ اضافہ کر دیا ہے۔ لیبر بہت مہنگی ہو چکی ہے لہٰذا انڈسٹری کی کاسٹ بہت زیادہ ہو گئی۔ جاپان' کوریا اور ہندوستان جہاں لیبر بہت سستی ہے وہ امریکہ کو عالمی مارکیٹ سے باہر کرتے جا رہے ہیں۔ امریکہ کی اب صرف اسلحہ کی انڈسٹری میں مناپلی ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کر کے اپنے معاشی دلدر دور کرے۔ یہودی اُس کی اس کمزوری کو جانتا ہے۔ حسن اتفاق کہئے یا سوئے اتفاق تیل کے ذخائر کم و بیش انہی مسلمان ممالک کی ملکیت ہیں۔ جنہیں گریٹر اسرائیل میں شامل کرنے کے لئے اسرائیل نے مارک کیا ہوا ہے۔ یوں امریکہ اور اسرائیل کے مفادات یکجا ہو گئے ہیں۔ لہٰذا امریکہ میں ڈیموکریٹس کی حکومت ہو یا ری پبلکنز کی' اُس کے عزائم عالمِ اسلام کے خلاف اسی طرح کے ہوں گے۔

مذکورہ مضمون کی پہلی قسط میں عرض کیا گیا تھا کہ اگرچہ امریکہ کی عالم اسلام سے دشمنی بالکل عیاں ہے لیکن پاکستان سے دشمنی کی ایک اضافی وجہ بھی ہے اور وہ ہے ایک مسلم ملک کا ایٹمی قوت ہونا۔ (یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ پاکستان کا ایک صوبہ بلوچستان ہر قسم کی معدنی دولت کے لحاظ سے آئیڈیل ہے لہٰذا امریکہ کی للچائی ہوئی نظریں اس حوالہ سے بھی ہیں) مشرقِ وسطیٰ میں مصر اور عراق صرف دو ایسے ممالک تھے جو عسکری قوت رکھتے تھے۔ مصر عرصہ ہوا اُن کے آگے ہتھیار ڈال چکا ہے' اسرائیل کو تسلیم کر چکا ہے۔ ویسے بھی وہاں تیل کے ذخائر نہیں لہٰذا اُس کا شمار تابع دوست ملک کے طور پر کیا جاتا ہے۔ عراق کا ایٹمی ری ایکٹر ایران عراق جنگ کی آڑ میں تباہ کر دیا گیا تھا۔ اُس کا اہم ترین ایٹمی سائنس دان فرانس کے ہوٹل میں پُر اسرار طور پر ہلاک ہو گیا تھا۔ عراق کے تیل کے ذخائر پر قبضے کے لئے مختلف حیلے کئے جا رہے ہیں۔ عراق کا معاملہ اب سالوں یا مہینوں کا نہیں بلکہ دنوں کا ہے۔ لہٰذا عراق کے بعد پاکستان کی باری آتی ہوئی صاف نظر آ رہی ہے۔ برطانیہ کے ٹونی بلیئر جو امریکی ایلچی کا کردار ادا کر رہے ہیں' صاف کہہ چکے ہیں کہ ایک سال بعد پاکستان سے بھی بات کریں گے۔ امریکی میڈیا پاکستان پر کبھی شمالی کوریا سے ایٹمی تعاون کا الزام لگاتا ہے' کبھی افغانستان میں آئی ایس آئی کے دوبارہ متحرک ہونے کی بات کرتا ہے' کبھی کشمیر میں دراندازی کی بات ہوتی ہے جبکہ اصل بات یہ ہے کہ پاکستان کی ایٹمی قوت کو ختم کرنا مقصود ہے اور وہ میزائل جن کی رینج میں تل ابیب ہے ان کا خاتمہ مقصود ہے۔ پاکستان کو اوپر اوپر سے اتحادی کہا جا رہا ہے جبکہ اُسے بھی غیر مسلح کرنے کی مکمل طور پر منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ پاکستان کا مسئلہ یہ ہے کہ بھارت سے اُس کے تعلقات اُس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابھی جنگ چھڑ جائے گی۔ بھارت میں انتہا پسند بی جے پی برسر اقتدار ہے اور پاکستان کے وجود کو ختم کرنا اُس کے منشور کا حصہ ہے۔ روایتی اسلحہ اور قوت کے حوالہ سے دونوں ممالک میں توازن بُری طرح خراب ہو چکا ہے۔ پاکستان کے پاس اپنی حفاظت کے لئے ایٹمی ڈیٹرنٹ واحد حربہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1965ء میں کشمیر میں چند دن گڑبڑ ہوئی اور بھارت نے لاہور کا محاذ کھول دیا اور مکمل جنگ شروع ہو گئی لیکن اب مسلسل 13 سال سے کشمیر میں تحریک جاری ہے'

بھارت دانت پیستا ہوا فوجیں بارڈر تک لے آتا ہے لیکن حملہ نہیں کرتا۔ امریکہ کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پاکستان کے ایٹمی دانت تو نکال دینا چاہتا ہے لیکن اس کا ڈھیلا ڈھالا وجود برقرار رکھنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آج اگر پاکستان کا وجود ختم ہوگیا تو بھارت فوری طور پر امریکہ سے آنکھیں پھیر لے گا بلکہ یہ امکان بھی موجود ہے کہ وہ چین سے اپنے تنازعات ختم کر کے چین اور روس سے مل کر امریکہ کو جنوبی ایشیا اور وسطی ایشیا سے نکال دے کیونکہ وسطی ایشیا کی معدنی دولت پر بھارت کی بھی نظر ہے اور امریکہ کی اس علاقہ میں موجودگی سے بھارت کے لئے وسطی ایشیا کی ریاستوں کی دولت سے فائدہ اٹھانا ممکن نہیں۔ بہرحال عراق کے مسئلہ سے نمٹنے کے بعد جو حالات پیدا ہوں گے اُسی تناظر میں پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک بات واضح ہے کہ بڑی قوتیں بھی ایک دوسرے سے مخلص نہیں۔ فرانس' جرمنی اور روس کا بھی امریکہ اور برطانیہ سے بندر بانٹ پر جھگڑا ہے۔ امریکہ بڑی قوت ہونے کے ناطے ''مین'' شیئر چاہتا ہے جبکہ فرانس وغیرہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ امریکہ کے محتاج ہو جائیں گے۔ اس بندر بانٹ میں اگر بڑی قوتیں متصادم ہوگئیں تو کوئی غیر متوقع نتیجہ بھی نکل سکتا ہے۔ عراق پر حملہ کے معاملہ میں امریکہ کسی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرے گا البتہ اپنے عوام کا رجحان اُسے ضرور دیکھنا ہوگا۔ یورپ میں ہونے والے بڑے بڑے مظاہرے بھی اُس کے لئے پریشانی کا باعث بنیں گے۔ امریکی انتظامیہ کے اس قسم کے مسائل اکثر یہودی لابی حل کیا کرتی ہے۔ اگر امریکی رائے عامہ کا دباؤ بڑھا تو یہودی 11 ستمبر 2001ء سے ملتا جلتا کوئی اور سانحہ کروا سکتے ہیں اور اس مرتبہ یہ حادثہ یورپ کے کسی ملک میں ہوسکتا ہے تاکہ رائے عامہ کو جارحیت کے حق میں ہموار کیا جا سکے اور وہ لوگ جو انسانیت کے نام پر بڑے بڑے مظاہروں میں شرکت کر رہے ہیں انہیں مطمئن کیا جا سکے کہ دہشت گردی کی روک تھام کے لئے جنگ ناگزیر ہوچکی ہے۔ کیونکہ نائن الیون کے سانحہ کے بعد افغانستان پر اتحادیوں نے بربریت کا جو مظاہرہ کیا تھا اُس کے باوجود یورپ سے کوئی آواز نہیں اٹھی تھی بلکہ امریکہ کے لئے ہمدردی کے جذبات موجود رہے اور اُسے اس انتقامی کارروائی میں حق بجانب سمجھا گیا۔ عالم اسلام کے خلاف امریکی عزائم کے حوالہ سے آخری بات یہ ہے کہ اگرچہ امریکی انتظامیہ کا اصل مقصد مسلمان ممالک کو حاصل قدرتی وسائل پر قبضہ جما کر معاشی قوت حاصل کرنا ہے لیکن جنگوں میں ملوث ہو کر وہ جس طرح یہودیوں کے جال میں پھنستا چلا جا رہا ہے اُس کا بالآخر یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ اسرائیلی مفاد کو امریکی مفاد پر بھی ترجیح دینے پر مجبور ہو جائے گی جس سے مسلم ممالک بشمول پاکستان پر تو قیامت ٹوٹتی نظر آتی ہے' خود امریکہ کے لئے بھی شکست و ریخت کا باعث بنے گی۔ یہود کی منصوبہ بندی تو یہی ہے۔ قدرت اس کو کیا رخ دے دیتی ہے اور یہ سازشی قوم اپنے اُس عبرتناک انجام کو کس طرح پہنچتی ہے جس کی حضور ﷺ نے خبر دی ہے' یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن فی الحال تو امت مسلمہ اپنے جرائم کی سزا بھگت رہی ہے اور اس سزا میں ہر دم اضافہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔

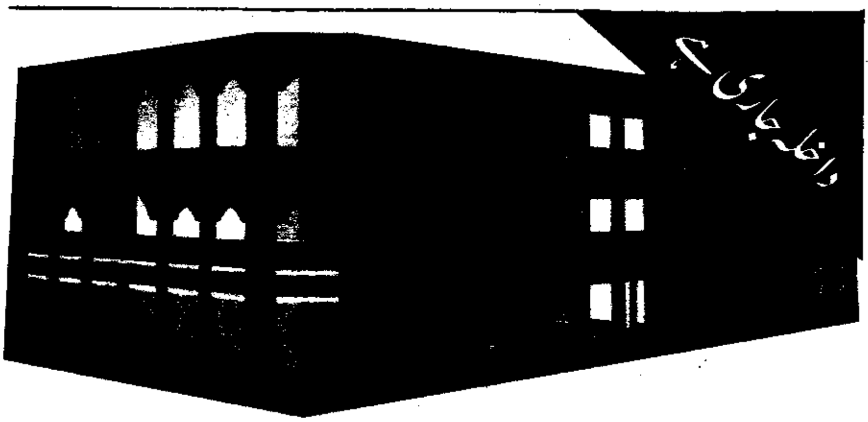

ایک اچھے سکول کیلئے ...!!!
اپنی ضروریات کی وضاحت کریں۔

سکول جو آپ کے بچوں کو مہیا کرتا ہے
بہتر تعلیم۔ خصوصی تربیت اور اخلاقی بہتری
سب کچھ سنہری اسلامی تعلیمات کے مطابق۔

پرسکون۔ محفوظ اور ہر قسم کی آلائش سے پاک ماحول۔
آپ کے بجٹ کے عین مطابق۔ داخلہ فیس کے بغیر ذہین اور مستحق بچوں کے لئے خصوصی رعایت۔
بہترین محل وقوع میں واقع۔ سکول اور مقامی ٹرانسپورٹ کی آسان سہولت۔
کھیل اور تفریح کی مناسب سہولت۔ تقاریر اور مباحثے۔ ذہنی آزمائش پروگرام۔

ناظرہ۔ حفظ قرآن۔ خصوصی دروس۔ اور ابتدائی اسلامی تعلیم۔
جملہ جدید تدریسی آلات۔ لیبارٹریز۔ لائبریری اور مفت کمپیوٹر تعلیم۔
اخلاقی اور جسمانی تربیت کے خصوصی پروگرام۔
تجربہ کار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تدریسی عملہ۔
خوبصورت اور دلکش سکول کی ذاتی عمارت۔

For Boys
Nursery to class V

For Girls
Nursery to Matric

بیت الہدیٰ
14 ڈیفنس روڈ ہربنس پورہ لاہور فون نمبر 0333-4263262
042-6552706

3 مارچ ——— سقوطِ خلافت

3 مارچ 1924ء کے دن مصطفیٰ کمال نے برطانیہ کی مدد سے نظامِ خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تکلیف دہ دن مسلمانوں کو فراموش نہیں کرنا چاہئے' بلکہ یہ دن امت مسلمہ کو احیائے خلافت کے لئے تجدید عہد کے طور پر منانا چاہئے۔ کیونکہ خلافت ہی وہ واحد نظام ہے جس کے تحت مسلمان عزت و وقار کی زندگی بسر کر سکتے ہیں اور اسی کی بدولت اسلام کا پیغام باقی دنیا تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ خلافت کے قیام کا مطلب شریعت کی حکمرانی اور ظلم و بے انصافی کا خاتمہ ہے۔

تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ سقوط خلافت محض ایک حادثہ نہیں تھا بلکہ اس کے پیچھے دشمنانِ اسلام اور کفار کی انتھک محنت تھی جنہیں اس کی اہمیت کا احساس تھا۔ اس وقت کے برطانوی سیکرٹری خارجہ کوزون نے 24 مارچ جولائی 1929ء کو اپنے ایک بیان میں اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ترکی ختم ہو چکا ہے اور اب دوبارہ نہیں اٹھ سکتا۔ کیونکہ ہم نے اس کی طاقت' خلافت اور اسلام کو ختم کر دیا ہے۔''

کیا ہم اب بھی خوابِ غفلت میں پڑے رہیں گے؟

ہر انسان کا سب سے بڑا مسئلہ نجات اخروی کا حصول ہے o حافظ عاکف سعید

تسلیم و رضا کی کیفیت پیدا ہو جائے تو انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے o حافظ مقصود احمد

انقلابی تربیت کا اولین ہدف یہ ہے کہ کارکنوں کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو o شاہد اسلم

اسلام کا انقلابی نظریہ ''توحید'' انسان کی اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہے o غلام اللہ حقانی

اپنے مقصد کے حصول میں ثابت قدمی کے ساتھ عدم تشدد کی راہ اختیار کرنا ''صبر محض'' ہے o خالد محمود عباسی

موجودہ حالات میں اسلامی انقلاب کا آخری مرحلہ پُرامن اور غیر مسلح منظم احتجاج کے ذریعے طے ہوگا o انجینئر نوید احمد

انقلابی کارکنوں کو ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر پوری انسانیت کی خیر و فلاح کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا چاہئے o چوہدری رحمت اللہ بٹر

ہماری کامیابی اس بات میں ہے کہ ہم تادم آخر اقامتِ دین کی جدوجہد میں لگے رہیں o ڈاکٹر اسرار احمد

جہاد فی سبیل اللہ کو ایمانِ حقیقی سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا o مختار حسین فاروقی

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

تنظیم اسلامی کے آل پاکستان اجتماع کی رُوداد

(منعقدہ 23 تا 25 فروری 2003ء ...... بمقام فردوسی فارم' سادھوکی)

تنظیم اسلامی کا کل پاکستان سالانہ اجتماع کئی برسوں کے فصل کے بعد 23 تا 25 فروری کو سادھوکی میں منعقد ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کے آفاقی مشن کے حوالے سے نورِ توحید کے اتمام اور دین کے غلبہ و اقامت کے آرزومند کچھ دیوانے جن کا منتہائے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہے' پاکستان کے طول و عرض سے کھنچ کر لاہور کے ایک مضافاتی قصبے سادھوکی میں واقع فردوسی فارم کے سبزہ زار میں خیمہ زن ہو گئے۔ بدترین مادہ پرستانہ ماحول میں ہر جانب سے اُمڈتے ہوئے دنیا پرستی کے سیلاب کی موجوں سے پنجہ آزمائی کرنے والے ان چند دیوانوں کو' جن کی مجموعی تعداد چند ہزار سے متجاوز نہیں' ان تین دنوں میں جہاں اپنے قرآنی سبق کو از سرِ نو تازہ اور اپنے دینی و تحریکی فکر کو پختہ تر کرنے اور جوش و ولولہ کو مہمیز دینے کا موقع میسر آیا وہاں دور دراز سے آئے ہوئے رفقاء سے متعارف ہونے کا موقع ملا۔ بلاشبہ یہ محبت اور اپنائیت نہایت مبارک اور لائق تحسین ہے۔ احادیث مبارکہ کی رو سے محض اللہ اور اس کے دین کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے مسلمان' محبوبیت الٰہی کے مقام کو جا پہنچتے ہیں۔ ؏

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!

دینی اجتماعات کی فضیلت کے حوالے سے ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''قیامت کے دن اللہ جل شانہ' بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ اُن کے چہروں میں نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے' کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں' مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں''۔(رواہ الطبرانی)

دوسری حدیث میں ہے کہ ''جنت میں یاقوت کے ستون ہوں گے جن پر زبرجد (زمرد) کے بالا خانے ہوں گے' ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے' وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے' ان بالا خانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں

بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد رفقاء سے خطاب کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید' جناب اظہر بختیار خلجی' جناب شاہد اسلم' جناب قمر سعید قریشی'
چوہدری رحمت اللہ بٹر' ڈاکٹر عبدالخالق' چوہدری غلام محمد اور جناب مختار احمد خان سٹیج پر موجود ہیں

ملتے جلتے ہوں''۔(رواہ احمد و الطبرانی)

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ اس اجتماع کے شرکاء کو یہ تمام درجاتِ بلند عطا فرمائے' ذیل میں اس اجتماع کی مختصر روداد پیش خدمت ہے۔

23فروری2003ء

23فروری نماز عصر کے بعد اجتماع شروع ہوا۔ ناظم اجتماع مرزا ایوب بیگ نے سورۃ العصر کی تلاوت سے اجتماع کا آغاز کیا۔ تلاوت کلام اللہ کے بعد امیر تنظیم اور مرکزی ناظمین سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ مرزا ایوب بیگ صاحب نے رفقاء کو اجتماع کے آداب کے حوالے سے عمومی ہدایات دیں۔ اس کے بعد مرکزی ناظمین کے تعارف کا سلسلہ شروع ہوا۔

1) سب سے پہلے ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی نے اپنا تعارف کرایا' انہوں نے بتایا کہ وہ 1996ء میں تنظیم میں شامل ہوئے جبکہ وہ دبئی میں تھے۔
2) چوہدری غلام محمد' معتمد عمومی نے اپنا تعارف کروایا' ان کی عمر 70 سال ہے' تنظیم کی تاسیس سے پہلے دعوت رجوع الی القرآن سے منسلک ہوئے۔
3) چوہدری رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت و تربیت نے تعارف کرایا کہ ان کی 63 سال عمر ہے اور وہ تاسیسی رکن ہیں۔
4) ڈاکٹر عبدالخالق' مرکزی ناظم نشر و اشاعت 1977ء میں تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے' ناظم اعلیٰ اور نائب امیر رہے۔
5) چوہدری مختار احمد خان' ناظم بیت المال 1982ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔
6) قمر سعید قریشی' ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن نے بتایا کہ وہ شروع سے بانی تنظیم کے ساتھ ہیں اور اب تک وہ تنظیم کی تمام اہم ذمہ داریاں نبھا چکے ہیں۔
7) شاہد اسلم' نائب ناظم دعوت و تربیت 1984ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

اس دوران نماز مغرب کا وقت ہو گیا' چنانچہ نماز کا وقفہ کیا گیا۔ نماز مغرب سے پہلے بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد تشریف لے آئے تھے' آپ نے رفقاء کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز کے بعد اجتماع دوبارہ شروع ہوا۔ اس سیشن کی صدارت محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا افتتاحی خطاب

اس موقع پر امیر تنظیم جناب حافظ عاکف سعید نے رفقاء سے افتتاحی خطاب کیا۔ انہوں نے رفقاء کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے کہ اس نے ہمیں شرف انسانیت سے نوازا اور مسجود ملائک بنایا' ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا اور اس کے ساتھ دین کے تحریکی تصور اور فرائض دینی سے روشناس کرایا اور آج اسی کی توفیق سے ہم یہاں جمع ہیں۔ ہمارا یہ آل پاکستان سالانہ اجتماع تین سال کے وقفے سے ہو رہا ہے۔ اس دوران بہت سی عالمی اور داخلی تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ ایک طرف احیائے اسلام کا عمل جاری ہے تو دوسری طرف دجالی فتنہ عروج پر ہے اور کفر کی قوتیں اسلام کو کچلنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ان حالات میں فریضۂ اقامت دین کی ادائیگی کی جدوجہد پھولوں کی سیج نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے سبق کو تازہ کریں اور نئے عزم و ہمت سے اپنے سفر کا آغاز کریں۔ کیونکہ حالات کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں ہمیں اپنے فرائض دینی کو ادا کرتے رہنا ہے۔

ہم نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے وہ دجالی و ابلیسی قوت کو چیلنج کرنے کا ہے۔ ابلیس کو اصل خطرہ صرف ان لوگوں سے ہے جو اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنا چاہتے ہیں۔ اس اعتبار سے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے یہ تعین کریں کہ تنظیم کے قیام کا نصب العین کیا ہے۔ اگر ہمارے سامنے یہ واضح نہ رہے تو انسان اپنی منزل سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ بحیثیت انسان ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم جہنم کی آگ سے بچ جائیں اور جنت میں داخل کر دیئے جائیں۔ دنیا کی یہ زندگی ایک وقفۂ امتحان ہے اور اسی زندگی میں کئے جانے والے اعمال کی بنیاد پر آخرت کی حقیقی زندگی میں ہمارے مستقبل کا تعین کا ذریعہ ہوگا کہ ابدی جہنم ہمارا مقدر ہے یا ابدی جنت کی نعمتیں۔ چونکہ آخرت میں انفرادی محاسبہ ہوگا لہٰذا ہر انسان کا سب سے بڑا مسئلہ آخرت میں نجات ہے۔ یعنی فرد کا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ اس دنیا کی زندگی کو اللہ کی مرضی کے مطابق گزارے تاکہ آخرت میں خسارے سے بچ جائے۔ اس نصب العین تک پہنچنے کا راستہ سورۃ العصر میں بیان ہوا ہے۔ ایمان' عمل صالح' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر وہ سنگ ہائے میل ہیں جو راہ نجات کا تعین کرتے ہیں۔ ان میں تواصی بالحق کی ادائیگی کے لئے جماعت لازمی ہے۔ گویا جماعتی زندگی دینی فرائض کی ادائیگی کا ذریعہ ہے تاکہ نصب العین حاصل ہو سکے۔

بانی تنظیم جناب ڈاکٹر اسرار احمد کا صدارتی خطاب

اس کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے صدارتی خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے میں اپنے اطمینان اور مسرت کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ جیسے ایک باغبان اپنے باغ کو لہلہاتا اور پھل دیتا دیکھتا ہے تو اسے مسرت ہوتی ہے اسی طرح یہ میرے لئے بڑی خوشی کا موقع ہے۔ دوسری طرف جو دنیا کے حالات ہیں وہ انتہائی پریشان کن ہیں۔ ایک بہت بڑی تباہی آنے والی ہے جس میں عرب زیادہ متاثر ہوں گے کیونکہ انہوں نے نو آبادیاتی نظام سے چھٹکارے کے بعد اللہ کے دین کو چھوڑ کر ماسکو یا واشنگٹن کو اپنا قبلہ بنایا۔ اب جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے یہ اللہ کے عذاب کی ایک صورت ہے۔ اس عذاب سے ہم صرف اسی صورت میں بچ سکتے ہیں کہ دنیا کے کسی ایک اسلامی ملک میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کر کے دکھا

دیں۔عربوں کے بعد اللہ کے غضب کے مستحق ہم پاکستانی ہیں کیونکہ پاکستان اسی لئے بنا تھا لیکن ہم نے یہاں دین قائم نہیں کیا۔لہٰذا ہو سکتا ہے کہ عذاب کے طور پر پاکستان کے خاتمے کا فیصلہ ہو چکا ہو۔تاہم اگر ہم اب بھی توبہ کر لیں تو کوئی عجب نہیں کہ اللہ کا کرم ہو جائے اور یہ ملک اسلامی ریاست بن جائے۔

تنظیم اسلامی کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ دین حق کو قائم و غالب کیا جائے۔لیکن ہمارے سامنے یہ بات بالکل واضح رہنی چاہئے کہ ہم نے تنظیم اسلامی میں شمولیت نجات اخروی کے لئے کی ہے۔اگر ہم یہی کام کرتے ہوئے مریں تو کامیاب ہیں۔

بانی تنظیم کے خطاب کے ساتھ پہلے دن کا پروگرام ختم ہوا۔رفقاء نے نمازِ عشاء ادا کی اور کھانا کھا کر آرام کے لئے اپنی اپنی رہائش گاہوں کا رُخ کیا۔

24 فروری 2003

اگلے دن 24 فروری کو بعد نماز فجر جناب ڈاکٹر عارف رشید صاحب نے درس قرآن دیا۔موضوع ''ایمان کے اجزائے ترکیبی'' تھا۔سورۂ نور کی آیت 35 کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ نجات و فلاح اخروی کی پہلی شرط ایمان ہے۔نور فطرت اور نور وحی کے امتزاج سے ایمان وجود میں آتا ہے۔اللہ کی معرفت کے حصول کا ایک ذریعہ آیات سماوی و آیات انفسی میں غور و فکر ہے۔جو شخص اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہی آخرت میں کامیاب ہوگا۔

ناشتے کے بعد دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز ہوا۔

ڈاکٹر حافظ مقصود احمد کا خطاب

''ایمان حقیقی اور اس کے ثمرات''

سب سے پہلے صوبۂ سرحد کے رفیق حافظ مقصود احمد نے ''ایمان حقیقی اور اس کے ثمرات'' کے موضوع پر گفتگو کی۔انہوں نے کہا کہ قانونی ایمان سب مسلمانوں کو حاصل ہوتا ہے لیکن جس ایمان پر آخرت میں کامیابی و ناکامی کا فیصلہ ہوگا وہ ایمان حقیقی یا یقین والا ایمان ہے' جسے ایمان حقیقی حاصل ہوگا اس کی زندگی میں کچھ ایسی علامات موجود ہوں گی جن سے معلوم ہوگا کہ اسے ایمان حقیقی حاصل ہے۔ایمان حقیقی' خود بینی اور جہاں بینی کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔ایمان کا پہلا درجہ اللہ کو مان لینا ہے کہ کوئی اس کائنات کا خالق اور مالک ہے لیکن صرف اللہ کو مان لینے سے انسانی عمل میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔اللہ کی صناعی اور کاریگری سے بڑھ کر جب کسی انسان میں قدرتِ خداوندی کا شعور پیدا ہوتا ہے تو اس میں تسلیم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔اس سے آگے بڑھ کر جب اسے اللہ کی صفت علم و حکمت کا ادراک ہوتا ہے تو اس میں رضا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔دراصل ''تسلیم و رضا'' ایمان حقیقی کا پہلا ثمر ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں میرے لئے ضرور کوئی خیر پوشیدہ ہے۔یعنی مؤمن کے لئے خوشی و غم کی کیفیات یکساں نوعیت کی حامل ہوتی ہیں کہ یہ دونوں حالتیں اللہ کی طرف سے ہیں۔تسلیم و رضا کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اب انسان عمل پر آمادہ ہوتا ہے۔گویا ایمان کا دوسرا ثمر اطاعت و عمل ہے۔ایمان کا تیسرا ثمر اللہ پر توکل و اعتماد ہے۔چوتھا ثمر علائق دنیوی کے بارے میں چوکنا رہنا اور مال و اولاد کو اپنی آزمائش جاننا ہے یعنی مؤمن کسی لمحہ آخرت سے غافل نہیں ہوتا۔

جناب مختار حسین فاروقی کا خطاب

''ایمان حقیقی اور جہاد کا باہمی تعلق''

جناب مختار حسین فاروقی صاحب نے ''ایمان حقیقی اور جہاد کا باہمی تعلق'' کے موضوع پر گفتگو کی۔انہوں نے کہا کہ جہاد اور ایمان حقیقی لازم و ملزوم ہیں' جیسا کہ سورۃ الحجرات کی آیت 15 میں ہے کہ سچے اہل ایمان تو وہ ہیں جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔گویا جہاد کو ایمان حقیقی سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔جہاد کا لفظ جہد سے ہے' باب مفاعلہ سے اس میں کشاکش کا مفہوم شامل ہو جاتا ہے۔کشاکش ہمیشہ دو فریقوں میں ہوتی ہے۔ایک مؤمن کی پوری زندگی اسی کشاکش سے عبارت ہوتی ہے۔اولاً یہ کشاکش نفس کے خلاف ہو گی کہ اسے اللہ کا مطیع بنائے۔اسی طرح ایک کشاکش شیطان سے ہوگی جو انسان کو قدم قدم پر راہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے۔ایک بندۂ مؤمن کا تیسرا ٹکراؤ غلط ماحول سے ہو گا۔جہاد کے ان میدانوں میں بندۂ مؤمن کو جان بھی لگانا ہو گی اور مال بھی۔اگر یہ تین مراحل کسی کی زندگی میں نہیں تو اسے ایمان حقیقی حاصل نہیں۔جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اگر مؤمن کسی برائی کو دیکھے تو ہاتھ سے روک دے' اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے' ورنہ اسے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کم ترین درجہ ہے۔ان تین مراحل کے بعد معاشرے کے باطل نظریات سے تصادم ہوگا اس مرحلے میں اس جہاد کے لئے قرآن کی ضرورت ہے۔جہاد کا آخری مرحلہ قتال ہے' جب کفر اور باطل کی قوتوں سے پنجہ آزمائی کرنا ہو گی۔ایک مؤمن کو جہاد کے ان تمام مراحل سے گزرنا ہوتا ہے۔

اس کے بعد امرائے حلقہ جات نے اپنا تعارف کرایا

1) میجر (ر) فتح محمد 1985ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔فوج سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر اب تک تنظیم میں مختلف ذمہ داریاں ادا کیں۔آج کل حلقہ سرحد جنوبی کے امیر ہیں۔حلقہ میں 88 مبتدی اور 48 ملتزم رفیق ہیں۔
2) حلقہ سرحد شمالی کے امیر محمد فہیم علالت کے باعث تشریف نہ لا سکے۔
3) مرزا ایوب بیگ امیر حلقہ لاہور ڈویژن 1979ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔حلقہ میں 253 مبتدی اور 222 ملتزم رفقاء ہیں۔
4) شاہد رضا حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ناظم ہیں۔جولائی 1992ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔
5) خالد محمود عباسی حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم ہیں۔1988ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

پھر چائے کا وقفہ ہوا۔

ڈاکٹر طاہر خاکوانی کا خطاب

''اجتماعیت کی ضرورت و اہمیت''

جناب ڈاکٹر طاہر خاکوانی نے ''اجتماعیت کی ضرورت و اہمیت'' پر خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ یہ دنیا حق و باطل کی کشاکش کا مقام ہے۔جس طرح باطل منظم اور مجتمع ہو کر حق پر حملہ آور ہوتا ہے اسی طرح اہل حق کو بھی باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے اجتماعیت کی ضرورت ہوتی ہے۔اور یہ اجتماعیت اللہ کی تائید و نصرت کے ساتھ باطل کو پچھاڑ سکتی ہے جبکہ اللہ کی تائید و نصرت اجتماعیت کے تقاضے پورے کرنے پر حاصل ہوتی ہے۔اس اجتماعیت کا ہدف اللہ کے لئے عدل و انصاف قائم کرنا ہوتا ہے۔اسی لئے احادیث میں جا بجا جماعتی زندگی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔نظم و ضبط اور سمع و طاعت کے نظام میں خرابی سے اللہ کی مدد اٹھ جاتی ہے۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب

اس کے بعد حسب پروگرام محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے خطاب فرمایا:

انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ پر تکمیل رسالت کے بعد نبوت و وحی کا سلسلہ چونکہ بند کر دیا گیا لہٰذا اللہ نے اس خلا کو تین چیزوں سے پُر کیا۔

1) قرآن کے متن کی حفاظت۔
2) ہر صدی میں مجددین کی آمد۔
3) اس امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔

حضور ﷺ کے بعد مجددین کی آمد کا سلسلہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے شروع ہوا اور ایک ہزار برس تک عربوں میں جاری رہا پھر یہ سلسلہ برصغیر میں منتقل ہو گیا۔خلافت راشدہ کے خاتمہ کے بعد اسلام کا جو دور زوال شروع ہوا اس کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا میں کہیں اسلامی نظام قائم نہیں' لیکن حضور ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ قیامت

سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہوگا۔ چنانچہ آج ہم اس دور میں سانس لے رہے ہیں جس میں احیائے اسلام یعنی غلبہ دین کی جدوجہد کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس احیائی عمل کے ضمن میں "اسلام کے تصور دین کی وضاحت" سے اس کام کا آغاز ہوا۔ کیونکہ نوآبادیاتی نظام کے زیر اثر اسلام مذہب بن کر رہ گیا تھا۔ جبکہ اسلام ایک دین ہے اور دین اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ اسلام کا یہ تصور اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد نے واضح کیا جبکہ تجدید واحیائے دین کے اس کام کو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے آگے بڑھایا۔ اب اسی کام کو لے کر ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی نے واضح کیا کہ اقامت دین کی جدوجہد فرض عین ہے اور یہ کام جماعت کے بغیر نہیں ہوسکتا اور جماعت کے قیام کی منصوص، مسنون اور ماثور بنیاد "بیعت" ہے۔ اب مجدد کامل حضرت مہدی کی آمد قریب ہے۔ ہم ان کے لئے راستہ

اپنی دنیا کی قربانی دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

انبیاء کرام کا فریضہ بھی یہی تھا کہ وہ دنیا میں نظام عدل وقسط قائم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ جو کچھ یہاں دیا گیا ہے وہ برتنے کے لئے ہے، اصل شے آخرت ہے۔ جب تک اس دنیا کے حقیر ہونے اور آخرت کے باقی ہونے کا تصور ذہن میں نہیں ہو گا انقلابی کارکن قربانی نہیں دے سکتا۔ اس جذبے کو تازہ رکھنے کے لئے قرآن سے حقیقی تعلق کو استوار کرنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ نماز باجماعت کا التزام ضروری ہے تاکہ بندہ مسلم پر غفلت طاری نہ ہو۔ اس سے آگے بڑھ کر اذکار مسنونہ کا اہتمام بھی اللہ کی یاد اور اپنے مقصد حیات کو تازہ رکھنے میں ممد ومعاون ہوتا ہے۔ نیز یہ کام اکیلے نہیں ہو سکتا اس کے لئے التزام جماعت لازمی ہے۔ دراصل باطل

توحید کی تین فروعات کو نافذ کیا جائے تو خلافت کا عادلانہ نظام وجود میں آتا ہے۔ اسلام کا توحیدی نظریہ اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان تینوں گوشوں میں اللہ کی بڑائی کو قائم کریں۔ سیاسی نظام میں توحید یہ ہوگی کہ اللہ کی حاکمیت مطلقہ کو تسلیم کیا جائے۔ چونکہ حاکمیت کے ساتھ قانون سازی کا حق لازم وملزوم ہے لہٰذا اسلام کے سیاسی نظام میں قرآن وسنت کے دائرہ کے اندر ہی قانون سازی ہوسکتی ہے۔ اگر حاکمیت کا خناس انسان کے ذہن میں ہوگا تو وہ جو قانون بنائے گا اس میں دوسرے انسانوں کا استحصال ہوگا۔ لیکن جب یہ حق اللہ کے لئے خاص کر دیا جائے تو کامل عدل کا ظہور ہوتا ہے۔

معاشی سطح پر توحید کا نظریہ اللہ کی ملکیت تامہ کا تصور دیتا ہے۔ انسان کو جو شے دی گئی ہے وہ اس کا امین ہے،

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید سالانہ اجتماع میں خطاب فرما رہے ہیں جبکہ رفقاء تنظیم ہمہ تن گوش ہیں

ہموار کر رہے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دیئے رکھے۔ آمین

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب کے بعد نماز ظہر، کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔

چوہدری رحمت اللہ بٹر کا خطاب

"انقلابی کارکنوں کے اوصاف"

بعد نماز عصر چوہدری رحمت اللہ بٹر ناظم دعوت و تربیت نے "انقلابی کارکنوں کے اوصاف" بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم رب العالمین کے ماننے والے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ذاتی مفادات، قومی تحفظات، لسانی ونسلی عصبیتوں سے بلند ہوکر پوری انسانیت کی خیر وفلاح کو اپنا نصب العین بنانا چاہئے۔ یہی جذبہ انسان کے اندر ظلم اور ناانصافی سے نفرت کا باعث بنتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں عدل وقسط کا نظام قائم کرے۔ یہی جذبہ اسے ایثار وقربانی پر آمادہ کرتا ہے۔ انقلابی کارکن دوسروں کی ہمدردی کے جذبہ کے تحت

سے مقابلہ کرنے کے لئے انقلابی جماعت کو کفر کی طاقتوں سے بڑھ کر جدوجہد کرنا ہوگی یعنی جان اور مال کی ان سے بڑھ کر قربانی دینا ہوگی۔ جب تک اللہ کی راہ میں مال خرچ نہیں ہوگا آپ کا رخ کبھی اللہ کی طرف نہیں ہوگا۔

مولانا غلام اللہ حقانی کا خطاب

"انقلاب نبوی ﷺ کا اساسی نظریہ"

بعد نماز مغرب مولانا غلام اللہ خان حقانی کے بیان کا موضوع "انقلابِ نبوی ﷺ کا اساسی نظریہ" تھا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی انقلاب کا اساسی نظریہ توحید ہے۔ توحید کا ایک پہلو عقیدہ سے متعلق ہے۔ لیکن توحید کا وہ پہلو جو انسان کی اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہے وہی اسلام کے انقلابی نظریہ کی فکری اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے پر سیکولرازم کے نام سے آج جو اجتماعی نظام موجود ہے وہ لادینیت اور ہمہ مذہبیت پر مبنی ہے۔ اجتماعی زندگی کے تین گوشوں یعنی معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام میں

اسے صرف حق تصرف حاصل ہے اور وہ اسے صرف انہی حدود میں استعمال کرنے کا حق دار ہے جو مالک حقیقی نے متعین کر دی ہیں۔

معاشرتی سطح پر نظریہ توحید کے عملی وفکری پہلو کا اثر یہ ہوتا ہے کہ تمام انسان ایک اللہ کی مخلوق ہیں۔ لہٰذا سب انسان برابر ہیں۔ کسی گورے کو کالے پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ جب اسلام کا یہ انقلابی پیغام قرآن کے سانچے میں ڈھل کر دنیا کے سامنے آئے گا تو ہر شخص یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ اسلام ہی امن کا دین ہے۔

اس کے بعد امرائے حلقہ جات کے تعارف کا سلسلہ شروع ہوا۔

1) محمد رشید عمر، امیر حلقہ پنجاب غربی 1986ء میں جدہ میں تنظیم میں شامل ہوئے۔ ان کے حلقہ میں کل 119 رفقاء ہیں جن میں تقریباً نصف نصف مبتدی و ملتزم ہیں۔

2) مختار حسین فاروقی 'امیر حلقہ پنجاب وسطی ستمبر 1985ء میں کراچی میں تنظیم میں شامل ہوئے۔ ان کے حلقہ میں رفقاء کی تعداد 24 ہے۔

3) سعید اظہر عاصم حلقہ پنجاب جنوبی کے امیر ہیں۔ اس حلقے میں کل 120 رفقاء ہیں جن میں 73 مبتدی' 47 ملتزم ہیں۔

انہوں نے ندائے خلافت میں شائع شدہ بانیٔ تنظیم کی صاحبزادی کی ایک نظم ''اپنے گھروں میں لاؤ اسلام' آج مسلم'' تحت اللفظ میں نہایت عمدگی کے ساتھ پڑھ کر سنائی جسے رفقاء نے بہت پسند کیا۔

4) محمد منیر احمد' امیر حلقہ بہاولنگر نے بتایا کہ ان کے حلقہ میں کل رفقاء 73 ہیں۔

5) امیر حلقہ سندھ بالائی غلام محمد سومرو علالت کے باعث تشریف نہ لا سکے۔

6) امیر حلقہ سندھ زیریں جناب نسیم الدین 20 ستمبر 1985ء کو تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے حلقہ میں رفقاء کی کل تعداد 333 ہے جن میں 134 ملتزم اور 199 مبتدی رفیق ہیں۔

7) امیر حلقہ بلوچستان محمد راشد گنگوہی 1988ء میں تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے۔ کل 27 رفقاء ہیں جن میں 12 مبتدی اور 15 ملتزم ہیں۔

8) امیر حلقہ یورپ ڈاکٹر عبدالسمیع 1976ء میں تنظیم میں شامل ہوئے۔

اس تعارف کے بعد نماز عشاء اور کھانے سے فارغ ہو کر رفقاء نے آرام کیا۔

25 فروری 2003ء

25 فروری کو نماز فجر کے بعد چوہدری رحمت اللہ بٹر نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے درج ذیل حدیث کی تشریح فرمائی:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جو آخرت کو اپنا غم بنا لیتا ہے اللہ اس کے دل میں غنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا میں جو کچھ اس کا مقدر ہوتا ہے وہ ذلیل ہو کر اس کے پاس آتا ہے۔ جو دنیا کو اپنا غم بنا لے اللہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان فقر لکھ دیتا ہے اور اللہ اس کے کاموں کو بکھیر دیتا ہے اور دنیا میں اسے صرف وہی ملتا ہے جو اللہ نے اس کا مقدر کر دیا ہے' وہ نہیں شام کرتا مگر فقیری کی حالت میں۔ جو شخص خلوص نیت سے اللہ کی طرف بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے دل اس کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور اس کے لئے بھلائیاں مقرر کر دیتے ہیں''۔

ایک اور حدیث بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

رفقاء تنظیم اسلامی کے نام ناظمہ علیا کا پیغام

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کی ناظمہ علیا محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ نے تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں رفقاء کے نام اپنے ایک پیغام میں کہا کہ ٹی وی پر عالمی کرکٹ کپ کے میچ نہ دیکھے جائیں کہ اس دوران سٹیڈیم میں تماشائیوں کے درمیان موجود نیم برہنہ خواتین بار بار دکھائی جاتی ہیں۔ اس طرح ہم بیک وقت کئی گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ (1) لغو کام میں مشغولیت (2) لہو ولعب (3) دوران میچ دکھائے جانے والے اشتہارات کے باعث آنکھوں اور کانوں کا زنا۔ ان حالات میں ہم اپنے اندر ایمان کہاں سے پیدا کریں گے جب کہ مسلسل گناہ کی طرف راغب رہیں گے۔ اگر میچ کے نتائج سے آگاہ رہنا ضروری ہے تو یہ ریڈیو کے ذریعہ بھی ممکن ہے۔

اس کے علاوہ ناظمہ علیاء نے رفقاء کو شرعی پردے کی جانب بھی توجہ کرنے کی نصیحت کی۔ پیغام میں کہا گیا کہ مرد حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ پردہ صرف عورتوں کو کرنا ہے حالانکہ پردے کے ضمن میں سب سے پہلے حکم مردوں کے لئے آیا کہ اگر ضرورت کے تحت عورتوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ ﴿فاسئلوھن من وراء حجاب﴾ یہ حکم اگر اس دور کے لئے تھا تو آج خاص طور پر ان نامحرموں پر صادق آتا ہے جو گھروں میں بے جھجک اور بے دھڑک داخل ہو جاتے ہیں اور نامحرم خواتین کے سامنے آ جاتے ہیں۔ اس طرح جو خواتین پردہ کرنا چاہتی ہیں' یہ حضرات ان کے لئے رکاوٹ بنتے ہیں اور جو نہیں کرنا چاہتیں ان کی تسکین قلبی ہوتی ہے۔ لہٰذا گھروں کے اندر مرد خاص طور Joint Family System میں ہر جگہ نہ پھریں۔

ہمارے بہت کم رفقاء ایسے ہیں جو گھروں کے اندر اس انداز سے داخل ہوتے ہیں کہ خواتین کو خبر ہو جائے اور وہ پردہ کا بندوبست کر لیں۔ اسی طرح نامحرم خواتین کے ساتھ بھی ہمارے رفقاء کا معاملہ یہ ہے کہ اکثر و بیشتر کو نہ تو وہ پردہ کرنے کو کہتے ہیں اور نہ خود محتاط ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جتنا خواتین کے لئے گھر کے اندر کا پردہ مشکل اور اشد ضروری ہے اتنا ہی مرد حضرات کے لئے بھی ہے۔ گھر سے باہر تو ایک عام مرد بھی کسی عورت کو نہ سب کے سامنے نگاہ بھر کے دیکھتا ہے نہ گفتگو کر سکتا ہے' کجا رفقاء کے بارے میں سوچا جائے۔ لیکن گھروں کے اندر معاملہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔

گھروں کے اندرونی مسائل' اندرونی معاملات اور اندرونی رشتے اتنے نازک ہوتے ہیں کہ جب تک رفیق خود اعلان نہ کرے کہ فلاں فلاں رشتے دار خاتون میرے سامنے نہ آئے اس وقت تک عورت تن تنہا کچھ نہیں کر سکتی۔ رفقاء کو چاہئے کہ وہ پیار اور محبت سے "انذر عشیرتک الاقربین" اور "الاقرب فالاقرب" کے حوالے سے دعوت و تبلیغ کا فریضہ سب سے پہلے اپنے گھروں میں انجام دیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

''ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے اللہ کے رسولؐ اللہ کی نگاہ میں محبوب انسان کون ہے اور اللہ کو انسانی اعمال میں کون سے اعمال زیادہ محبوب ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا انسانوں میں سے اللہ کو محبوب انسان وہ ہے جو اس کی مخلوق کو نفع پہنچائے اور انسانی اعمال میں سے اللہ کے پسندیدہ اعمال یہ ہیں کہ کوئی مسلمان دوسرے انسان کو خوشی پہنچانے کا ذریعہ بنے' یا کسی کی مصیبت دور کرنے کا سبب بنے یا کوئی مقروض ہو تو اس کا قرض اتارنے کی سعی کرے' یا کوئی شخص کسی کی عزت پر حملہ کرے تو اس کی عزت بچائے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص چلتا ہے اپنے بھائی کے ساتھ اس کی کسی حاجت کو پورا کرنے کے لئے' وہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے جو میری اس مسجد میں مہینے کا اعتکاف کرے۔ اور جو شخص اپنے غصے پر قابو پا لیتا ہے اللہ اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور جو اپنے غصے پر قابو پاتا ہے باوجود قدرت رکھنے کے تو اللہ قیامت کے دن اس کی ہر چاہت پوری کر دے گا اور جو کوئی اپنے بھائی کے ساتھ چلتا ہے اس کی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اور اس کی ضرورت پوری کر دیتا ہے تو اللہ اس کے قدم اس روز جما دے گا جب کہ وہ لڑکھڑا رہے ہوں گے اور جو بداخلاق ہو اس کے سارے نیک اعمال اس طرح ضائع ہو جاتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو ضائع کر دیتا ہے''۔

جناب شاہد اسلم کا خطاب:

''انقلابی تربیت کا ہدف اور ذرائع''

ناشتے کے بعد تیسرے اور آخری دن کے پروگرام شروع ہوئے' سب سے پہلے نائب ناظم دعوت و تربیت شاہد اسلم صاحب نے ''انقلابی تربیت کے اہداف اور ذرائع'' بیان کرتے ہوئے کہا کہ انسان جب خدا کو بھلا کر شرک کی راہوں میں گم ہو گیا تو اللہ نے اس کی ہدایت کے لئے انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری فرمایا تا کہ اللہ کی بڑائی قائم ہو' یہی اسلامی انقلاب کا ہدف ہے۔ انقلاب کے لئے پہلی ضرورت

یہ ہے کہ کارکن اپنی تربیت کریں، نظم وضبط کی خو ڈالیں اور خود کو قربانیوں کے لئے تیار کریں۔ انقلابی کارکنوں کی نظر صرف اللہ کی رضا پر ہو اور وہ ہر حال میں اللہ پر نظر کرتے ہوئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں خواہ انہیں دنیا میں کامیابی کا امکان ہو یا نہ ہو۔ انقلابی تربیت کا ہدف یہ ہے کہ کارکنوں کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو، اللہ کے دشمنوں سے دشمنی ہو جبکہ آپس میں رحمت ومؤدت کا تعلق ہو۔ اس تربیت کے نتیجے میں انقلابی کارکنوں میں ذوق وشوقِ عبادت زیادہ ہو، جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت سینوں میں پیدا ہو، اللہ کی ناراضگی کے خوف کے سوا کسی کا خوف دل میں موجود نہ ہو۔ تنقید اور ملامت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرسکیں۔ انقلابی نظریہ سے گہری وابستگی ہو جو صرف تلاوت قرآن سے ممکن ہے۔ اس کے لئے قیام الیل بھی بہت مفید ہے۔

جناب خالد محمود عباسی کا خطاب
''صبر محض کی ضرورت واہمیت''

ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب خالد محمود عباسی نے ''صبر محض کی ضرورت واہمیت'' پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اپنے نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے مصائب برداشت کرنا ''صبر'' ہے جبکہ اس مقصد کے حصول میں عدم تشدد کی راہ پر گامزن رہیں تو یہ ''صبر محض'' ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی اسی کا پرتو تھی جہاں آپؐ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہاتھ باندھے رکھنے کا حکم دیا تھا تاکہ صحابہؓ میں پختگی پیدا ہو۔ گویا اس طرح صحابہؓ کی تربیت کی گئی۔ صبر کے ان مراحل میں کام آنے والی پناہ گاہ قرآن ہے۔ صبر محض کا فائدہ یہ ہے کہ انقلابی جماعت کو اپنی دعوت میں توسیع کا موقع ملتا ہے اور جو اس دعوت کو قبول کرتے ہیں انہیں اس دوران منظم کیا جاسکتا ہے اور ان کی تربیت کی جاسکتی ہے۔ نیز صبر کی بدولت کارکنوں کی انقلابی نظریے سے commitment بڑھتی ہے اور خاموش اکثریت کی ہمدردیاں انہیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہ منہج انقلاب نبویؐ کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ اللہ ہمیں اسے دانتوں سے پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظمہ علیا حلقہ خواتین کا
''رفقاءِ تنظیم کے نام پیغام''

اس کے بعد ناظم نشر واشاعت جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے حلقہ خواتین کی ناظمہ علیا کا پیغام پڑھ کر سنایا کہ رفقاء ٹی وی پر کرکٹ ورلڈ کپ کے میچ دیکھنے سے بچیں۔ یہ ایک لغو کام تو ہے ہی لیکن میچ کے دوران نیم برہنہ مرد وخواتین مسلسل نظر آتی ہیں جبکہ وقفہ کے دوران اشتہارات میں نامحرم خواتین کی آواز اور نمائش کانوں اور آنکھوں کے زنا کا باعث ہے۔ لہٰذا ٹی وی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اس کے علاوہ گھروں میں شرعی پردہ اختیار کریں۔ مرد گھروں میں کھلم کھلا نہ پھریں اور نہ ہی لوگوں کے گھروں میں آزادانہ داخل ہوں۔

انجینئر نوید احمد کا خطاب
''مسلح تصادم اور تمدنی ارتقاء''

اس کے بعد انجینئر نوید احمد نے منہج انقلاب نبویؐ کے آخری مرحلے ''مسلح تصادم اور تمدنی ارتقاء'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ''تصادم'' اسلامی انقلابی جدوجہد کا آخری مرحلہ ہے اور اس کے بغیر غلبۂ دین ممکن نہیں لیکن تمدنی ارتقاء کی وجہ سے آج ہمارے لئے مسلح تصادم کا مرحلہ اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔ موجودہ حالات میں اسلامی انقلاب کا آخری مرحلہ پرامن اور غیر مسلح منظم احتجاج کے ذریعے طے ہوگا۔

بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب

اس کے بعد بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے ''احیائی عمل میں تدریج اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اسلام کے احیائی عمل میں صوفیاء، علماء اور احیائی تحریکوں سمیت سب کا ایک کردار ہے۔ اسلام کی تجدید کے اس عمل کو اقبال نے مبرہن کیا کہ اسلام مذہب نہیں دین ہے اور دین غلبہ چاہتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے جماعت قائم کی جسے جماعت اسلامی کی صورت میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے آگے بڑھایا۔ اس کام کے اس تمہیدی عمل کو فکری طور پر تنظیم اسلامی نے کامل کیا۔ ہماری اس فکر کے نمایاں پہلو یہ ہیں:

1) تمام اہل ایمان پر اقامت دین کی جدوجہد فرض عین ہے۔
2) اس کام کے لئے منظم جماعت لازم ہے۔
3) جماعت کی بنیاد بیعت کی اساس پر ہوگی۔
4) اس کام کے لئے جدوجہد حضور اکرم ﷺ کی سیرت سے مستنبط طریقے پر ہوگی۔

تاہم اب یہ کام ایک لائف سپین میں نہیں ہوسکتا بلکہ ﴿لتر کبن طبقا عن طبق﴾ کے مصداق درجہ بدرجہ ہوگا۔ اس کی خبر ہمیں حضور اکرم ﷺ نے دی ہے کہ قیامت سے پہلے کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہوگا۔ ہم آج اس دور میں ہیں کہ کہیں اسلامی نظام قائم نہیں ہے۔ مجدد دین کی چودہ سو برس کی محنت سے یہ کام تکمیل کی طرف بڑھا ہے۔ اور یہ کام جس آخری مجدد کے ہاتھوں مکمل ہوگا وہ مجدد کامل ہوگا۔ لہٰذا غلبہ دین کی جدوجہد میں ذریعہ بننے والی تحریکوں کو مایوس نہ ہونا چاہئے بلکہ اللہ نے اس کام کو آگے بڑھانے کی جو توفیق دی اس پر شکر ادا کیا جائے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تادم آخر اس کام میں لگے رہیں۔

اس کے بعد ظفر علی خان امیر تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ نے اپنا تعارف کرایا۔ ان کی تنظیم میں کل 200 رفقاء ہیں جن میں 175 ملتزم باقی مبتدی رفیق ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی کا اختتامی خطاب

امیر تنظیم اسلامی جناب عاکف سعید صاحب نے رفقاء سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس کی توفیق سے ہم یہاں جمع ہوئے اور اسی کے کرم سے یہ اجتماع خیر وعافیت سے مکمل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی حلقہ لاہور کے رفقاء کی محنت لائق تحسین ہے جو اس اجتماع کے منتظمین تھے۔ وہ تمام رفقاء اور مبصرین جنہوں نے اس اجتماع میں شرکت کی ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

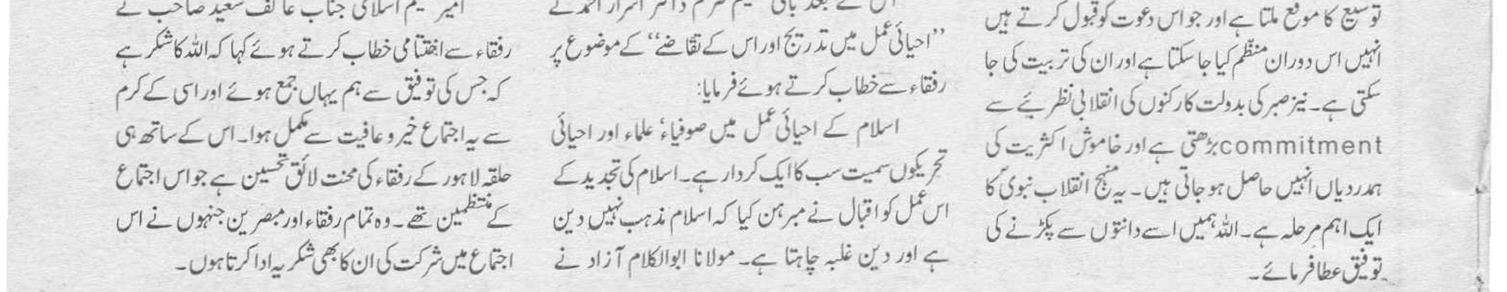

جناب رشید عمر، جناب نسیم الدین، میجر (ر) فتح محمد، جناب خالد محمود عباسی، انجینئر نوید احمد، جناب شاہد اسلم اور مولانا غلام اللہ حقانی سالانہ اجتماع میں رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے

اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنا فکری و نظری قبلہ درست کریں یعنی اپنی اس جدوجہد میں اپنی نیت کو اللہ کے لئے خالص کریں۔ کوئی دنیوی مقصد یا جاہ و منصب کا حصول ہمارے پیش نظر نہ ہو بلکہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر موت تک استقامت عطا فرمائے۔

ہمارا نصب العین صرف یہ ہو کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے تا کہ ہم آخرت میں ناکامی سے بچ جائیں۔ یہی قرآن کا پیغام ہے۔

تنظیم اسلامی نے قرآن و سنت سے جو تین فرائض دینی معین کئے ان کا بجالانا آخرت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے یعنی:

1) خود اللہ کا بندہ بننا۔
2) دوسروں کو اللہ کا بندہ بننے کی دعوت دینا۔
3) اقامت دین یعنی اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا۔

اقامت دین کے لئے ہم نے طریق کار سیرت نبویؐ سے مستعار لیا ہے لہٰذا امید ہے کہ جو اس راستے پر گامزن رہا اسے دنیوی کامیابی ملے نہ ملے آخرت میں کامیابی ضرور ملے گی۔ لیکن دنیا میں بھی اگر کوئی موثر اور دیرپا کامیابی ملے گی یعنی دین قائم ہوگا تو اسی نبوی طریقے سے ہوگا۔ ہم فی الوقت انقلاب کے ابتدائی مراحل یعنی دعوت' تنظیم' تربیت اور صبر محض کے دور سے گزر رہے ہیں۔ لہٰذا ہمارا کرنے کا کام یہ ہے:

1) ہم اپنے اندر اخلاص نیت پیدا کریں۔
2) شعوری ایمان اور اس میں گہرائی کے لئے قرآن سے وابستگی کو مضبوط بنائیں۔
3) عمل صالح اختیار کریں یعنی ہر اس کام کو ترک کر دیں جو اللہ کو پسند نہیں اور فرائض کی ادائیگی' صدق و امانت' دیانت' ایفائے عہد کو اپنا شعار بنائیں۔
4) ہر شخص اپنی ذات میں داعی بنے کیونکہ تواصی بالحق سورۃ العصر کی بیان کردہ راہ نجات کا ایک اہم سنگ میل ہے۔

اس ضمن میں فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی' سمع و طاعت کا خوگر بننے اور جماعتی ڈسپلن کی پوری پابندی کی کوشش کی جائے۔

5) باطل کے خلاف میدان میں ڈٹے رہنا اور اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹنا تواصی بالصبر ہے' جسے اختیار کئے بغیر کوئی کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔

ہم یہ کام کریں گے تو یہ قافلہ آگے بڑھے گا ورنہ یہیں کھڑا رہ جائے گا۔ اس کے ساتھ ہمیں بار بار اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کہیں ہم صراط مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے۔

اگر ہم اس جدوجہد میں مقدور بھر اپنی توانائیاں' جان' مال کھپاتے رہے تو دنیا میں کامیابی ملے یا نہ ملے آخرت میں ضرور سرخرو ہوں گے اور ان شاء اللہ ہماری زبانوں پر یہ ترانہ ہوگا۔

الحمد لله الذى هدنا لهذا وما كنا
لنهتدى لو لا ان هدانا الله

اجتماع کے اختتام پر رفقاء نے امیر تنظیم جناب حافظ عاکف سعید کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد اجتماعی دعا پر اس عظیم الشان اجتماع کا اختتام ہوا۔

نماز ظہر کی ادائیگی اور ظہرانے سے فارغ ہو کر رفقاء نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔

اس اجتماع میں رفقاء نے جس عمدہ نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا اور اجتماع کے باعث رفقاء میں جیسا جوش و خروش اور اپنے مقصد کی لگن دیکھنے میں آئی اس پر اگر ایک جملے میں تبصرہ کیا جائے تو صرف یہ مصرع کافی ہوگا ع

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

(مرتب: فرقان دانش خان)

ایک مفید اطلاع

جو لوگ معاشرتی علوم میں' بالخصوص اسلامیات میں ریسرچ کرنے کی صلاحیت اور جذبہ رکھتے ہیں لیکن بوجوہ ایم فل اور پی ایچ ڈی میں داخلہ نہیں لے پاتے' ان کے لئے Research Methodology کا ایک خط و کتابت کورس شروع کیا گیا ہے۔

اس کورس سے ایم اے' ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلباء بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے پراسپکٹس طلب کریں جو بلا معاوضہ فراہم کیا جاتا ہے۔

البلاغ فاؤنڈیشن' سرجی میڈ ہسپتال'
1۔ ظفر علی روڈ' لاہور
فون: 18-5714411 (ایکسٹینشن 3075)
ای میل: anees287@one.net.pk

ایک سوال' چار جواب

—— نعیم صدیقی ——

تاریخ نے پوچھا اے لوگو! یہ دنیا کس کی دنیا ہے؟
شاہی نے کہا —— یہ میری ہے
اور دنیا نے یہ مان لیا
پھر تخت بچھے' ایوان سجے' گھڑیال بجے' دربان لگے
تلوار چلی اور خون بہے! انسان لڑے' انسان مرے
دنیا نے بالآخر شاہی کو
پہچان لیا پہچان لیا
تاریخ نے پوچھا پھر' لوگو! یہ دنیا کس کی دنیا ہے؟
دولت نے کہا —— یہ میری ہے
اور دنیا نے یہ مان لیا
پھر بنک کھلے' بازار سجے' بازار جمے' بیوپار بڑھے
انسان لٹے' انسان بکے' آرام اڑے' سب چیخ اٹھے
دنیا نے بالآخر دولت کو
پہچان لیا پہچان لیا

حضرت مجددؒ کا اصل تجدیدی کارنامہ

بعض نکتہ چیں اصحابِ فکر ونظر نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب اکبر و جہانگیر کی پوری بیوروکریسی حضرت مجدد کے زیر اثر آ گئی تھی' شاہی لشکر میں اُن کا اچھا خاصا رسوخ قائم ہو گیا تھا' اور ملک' بلکہ بیرونِ ملک بھی اُن کے عقیدت مندوں کی کثیر تعداد ان کے ایک اشارے پر مر مٹنے کے لئے تیار تھی' تو انہوں نے بغاوت کیوں نہیں کی؟

بغاوت کیوں نہ کی؟

مولانا سید محمد میاں نے اپنی تصنیف ''علماء ہند کا شاندار ماضی'' میں اس سوال کا جواب دیا ہے' جس کا لب لباب یہ ہے۔ نص حدیث کے بموجب مسلمان بادشاہ سے بغاوت صرف اُسی وقت جائز ہے' جب واضح طور پر اُس سے کفر کا ارتکاب ہوا ہو۔ کسی شخص کے کفر کا فیصلہ اُسی وقت کیا جائے گا جب کہ اُس کو مسلمان قرار دینے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے۔ بہت ممکن ہے' اکبر کے عہد میں حضرت مجدد کی تحریک نے اتنی قوت حاصل نہ کی ہو کہ اکبر جیسے خرانٹ شہنشاہ کی چالیس سالہ شہنشاہیت کا مقابلہ کر سکے' حالانکہ اعلانِ جہاد کے لئے اتنی قوت کا ہونا ضروری ہے کہ بظاہر اسبابِ کامیابی کی توقع کی جا سکے' اور کیا تعجب ہے' حضرت مجدد صاحب کی تحریک نے اکبر تک اپنا اثر پہنچا دیا ہو' اور یہ قول اگرچہ مشہور نہیں' مگر ممکن ہے صحیح ہو کہ اکبر نے وفات سے کچھ پہلے توبہ کر لی تھی۔

لیکن بظاہر حضرت مجدد اکبر کو فاسق مسلمان قرار دیتے ہیں جو مفاد پرستوں کے ہجوم میں گھرا ہوا ہے' چنانچہ آپ اکبر سے زیادہ علماء سُو اور مفاد پرستوں کی مذمت کرتے ہیں' اور اس کی اصلاح کے لئے افسر شاہی (بیوروکریسی) کی اصلاح کو مقدم گردانتے ہیں۔ پھر جو شخص اپنے لئے حکومت کا خواہاں نہ ہو' بلکہ حکومت کی اصلاح اُس کا نصب العین ہو' وہ بغاوت سے پیدا ہونے والی خوں ریزی کو صرف اُسی وقت ضروری سمجھے گا' جب اس کے بغیر اور کوئی چارہ باقی نہ رہے۔

اُس زمانے میں مسلمان بادشاہوں اور امراء کی خانہ جنگی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ حضرت مجدد جہاد بالسیف اور کھلی بغاوت کا اعلان کرتے تو اُن کے ہم خیال درباری مقربین یہی خیال کرتے کہ اقتدار کے حصول کے لئے ڈھونگ رچایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اکبر اپنے پچاس سالہ عہد میں ہندوؤں کے حوصلے اتنے بڑھا چکا تھا کہ اصلاحی اور تجدیدی جدوجہد میں خود مسلمانوں کے زوال ہی کا خطرہ تھا۔ اس کے علاوہ حکومت اور اقتدار میں شیعہ اثر بہت زیادہ تھا۔ لہٰذا اس وقت مدبرانہ اور علاقانہ لائحہ عمل اس کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ بادشاہ کے وہ مقربین اور وزراء جو اصلاح کی آواز پر کان دھر سکتے تھے' اس آواز کو اُن کے دلوں کی گہرائیوں میں اتار دیا جائے کہ وہ سراسر اصلاح بن جائیں۔

ہندومت کی جارحانہ احیائیت

اُس وقت (آج کی طرح) ہندوؤں میں احیائے مذہب کی تحریک زوروں پر تھی اور پورے ملک میں اس کے جو مظاہرے ہو رہے تھے' اُن سے باغیرت مسلمانوں کے دل مجروح ہوتے تھے۔ حضرت کو ان واقعات کا بڑا قلق تھا اور اُن کے دل میں انتقام اور غیظ وغضب کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس میں نہ صرف متشدد و متعصب ہندو جارحیت کو' بلکہ حضرت مجدد کی اپنی حساس اور پُرجوش طبیعت کو بھی دخل تھا۔

حضرت مجدد سے پہلے ہندوستان میں بزرگانِ اہلِ طریقت نے غیر مسلموں کے ساتھ سختی اور شدت کی تلقین

سید قاسم محمود

نہیں کی۔ مسلمان بادشاہوں کا ملکی' انتظامی اور فوجی مصلحتوں کی بنا پر ان کے ساتھ خواہ کیسا بھی سلوک رہا ہو اور علماء وفقہاء نے اُن کے متعلق خواہ کچھ ہی فتوے دیئے ہوں' لیکن صوفیائے کرام نے ان کے خلاف غیظ وغضب کا اظہار نہیں کیا۔ خواجہ چشتی اجمیری کو ہندو راجا پرتھوی راج نے کیسی کیسی تکلیفیں دیں۔ انہوں نے اُس کے حق میں بددعا بھی کی' لیکن عام ہندوؤں کے خلاف جوش اور غصے کا اظہار اُن کے ارشادات میں نہیں ملتا' بلکہ خواجہ کے عقیدت مندوں میں ہندو بھی شامل تھے۔ حضرت خواجہ کے علاوہ جن دوسرے صوفی بزرگوں نے ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کی' اُن کے حالات اور ارشادات بھی کسی غصے کے جذبے سے عاری ہیں۔

حضرت مجدد کا نقطۂ نظر بہت مختلف تھا۔ اُن کے ''مکاتیب'' میں غیر مسلموں کے خلاف غیظ وغضب کا اظہار کثرت سے ہوا ہے اور انہیں ذلیل کرنے کی جا بجا تلقین ہے۔ اس نئے نقطۂ نظر کی بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت مجدد کا وہ زمانہ تھا جب اُن کے سامنے مسلمان بادشاہ کی حکومت تھی' لیکن مسلمان احکامِ اسلامی جاری و نافذ کرنے سے عاجز تھے۔ اپنے خطوط میں حضرت مجدد بار بار شیخ فرید کو ہندوؤں کو اپنی مجلس میں جگہ نہ دینے' اور اگر وہ آئیں تو ذلیل رکھنے کی ہدایت کرتے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:

''پس اسلام کی عزت کفر اور کافروں کی خواری میں ہے۔ جس نے اہلِ کفر کو عزیز رکھا' اُس نے اہلِ اسلام کو خوار کیا۔ اُن کے عزیز رکھنے سے فقط تعظیم کرنا اور بلند بٹھانا ہی مراد نہیں' بلکہ اپنی مجلسوں میں جگہ دینا اور اُن کی ہم نشینی کرنا اور اُن کے ساتھ گفتگو کرنا سب اعزاز میں داخل ہے۔ کتوں کی طرح اُن کو دور کرنا چاہئے۔ اور اگر دنیاوی غرض ان کے متعلق ہو' جو ان کے بغیر حاصل نہ ہوتی ہو' تو پھر بھی بے اعتباری کے طریق کو مدنظر رکھ کر بقدرِ ضرورت ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہئے اور کمالِ اسلام تو یہ ہے کہ اس دنیاوی غرض سے بھی درگزر کریں اور اُن کی طرف نہ جائیں''۔

ہندو مذہب کی احیائی تحریک دارالسلطنت اور بڑے اسلامی شہروں مثلاً لاہور سے دور اور بالخصوص ہندوؤں کے مقدس مقامات کے گرد ونواح میں بڑی خطرناک صورت اختیار کر چکی تھی۔ عہدِ اکبری میں متھرا کے ایک برہمن نے مسجد کی اینٹ پتھر کو ایک مندر میں جس طرح استعمال کیا اور مسلمانوں کی مزاحمت پر رسولِ کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ اس واقعے کا بیان تاریخ میں اس لئے آ جاتا ہے کہ اُس برہمن کو سزائے قتل دینے پر اکبر کے دربار میں بڑا ہنگامہ ہوا تھا۔ ہندوؤں کی سینہ زوری کے اور بھی کئی واقعات اطرافِ ملک میں ہو رہے تھے' لیکن درباری مورخین یا تو ان سے باخبر نہ تھے یا انہیں کتاب میں درج کرنا اپنے ممدوح بادشاہوں کی شان کے منافی سمجھتے تھے۔ حضرت مجدد کے ''مکتوبات'' میں ان کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ''کفارِ ہند بے تحاشا مسجدوں کو گرا کر وہاں اپنے معبود مندر تعمیر کر رہے ہیں۔ چنانچہ تھانیسر میں حوض کرکھیت (کوروکشیتر) کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا۔ اس کو گرا کر اُس کی جگہ بڑا بھاری مندر بنایا ہے''۔ (دفتر دوم: مکتوب 92)

اسی خط میں وہ آگے چل کر مسلمانوں کی مشکلات کی مزید مثالیں دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''نیز کفار اپنی رسموں کو کھلم کھلا بجا لا رہے ہیں' اور مسلمان اکثر اسلامی احکام کے جاری کرنے میں عاجز ہیں۔ ایکادشی کے دن ہندو کھانا ترک کر دیتے ہیں۔ بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شہروں میں کوئی مسلمان اُس دن روٹی نہ پکائے اور نہ بیچے۔ اور ماہِ مبارک رمضان میں برملا نان وطعام پکاتے اور بیچتے ہیں' مگر اسلام کے مغلوب ہونے کے باعث کوئی روک نہیں سکتا۔ ہائے افسوس! بادشاہِ وقت ہم میں سے ہو' اور پھر ہم

فقیروں کا اس طرح خستہ و خراب حال ہو"۔

حضرت مجدد کے اپنے شہر سرہند کا وقوع ایسا تھا کہ اُس کے ایک طرف ہندوؤں کا مذہبی مرکز تھانیسر تھا۔ دوسری طرف گوندوال جہاں اُن دنوں سکھ رہنما گورو ارجن کا قیام تھا اور سکھ قوم کی نئی تنظیم ہو رہی تھی۔ تیسری طرف پرانا تیرتھ نگر کوٹ تھا۔ یہ سب علاقے ہندو سکھ احیائیت کے مرکز تھے۔ بیچ میں سرہند تھا' اس لئے حضرت مجدد کو ہندوؤں کی جارحانہ سرگرمیوں سے واقف ہونے کے تمام سامان میسر تھے۔ انہوں نے ہندوؤں کی جارحانہ احیائیت کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ وہ اُن کوششوں کے بھی خلاف تھے' جو اسلام اور ہندومت کے امتزاج کے متعلق بعض ہندو اور مسلمان کرتے تھے۔ "مکتوبات" کے دفتر اول میں ایک خط ایک ہندو ہردے رام کے نام ہے جس نے حضرت مجدد کے نام دو خطوں میں فقراء و صوفیاء سے محبت کا اظہار کیا تھا اور لکھا تھا کہ رام اور رحمان حقیقت میں ایک ہیں۔ حضرت کو اس طرزِ فکر و استدلال میں خطرہ نظر آتا تھا۔ انہوں نے ایک پُر زور خط میں مکتوب نگار کے نقطۂ نظر کی تردید کی اور لکھا: "رام اور رحمان کو ایک جاننا بڑی بے وقوفی ہے۔ خالق مخلوق کے ساتھ ایک نہیں ہوتا۔ اور چوں بے چوں کے ساتھ متحد نہیں ہوتا"۔

حضرت مجدد نے ہندو مسلم مسئلے کا ایک حل بھی پیش کیا۔ باہمی امن و امان کی خاطر اور ہندوستان کے خاص حالات کے لئے زیادہ سے زیادہ وہ جس بات کو گوارا کر سکتے تھے' وہ یہ تھی: "مسلمان اپنے دین پر اور کفار اپنے دین پر رہیں۔ آیت کریمہ **لکم دینکم ولی دین** کا مطلب یہی ہے"۔ یعنی امتزاج یا اتحاد نہیں' بلکہ رواداری اور پُر امن بقائے باہمی۔ تاریخ نے اُن کے نقطۂ نظر کی تائید کی۔ ہندو مسلم اتحاد کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ انگریزی عہد میں اختلافات اور بڑھ گئے اور برصغیر کو پاکستان اور بھارت میں تقسیم کرنا پڑا۔

اصل تجدیدی کارنامہ

حضرت مجدد الف ثانی کا وہ اصل کارنامہ کیا تھا' جس کو اُن کے سارے تجدیدی کارناموں پر فوقیت حاصل ہے؟ لوگوں نے اپنے اپنے ذوق و رجحان کے مطابق اس کا جواب دیا ہے۔ ان میں تین گروہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:

(1) ایک گروہ' جو کہتا ہے کہ وہ اس لئے مجدد الف ثانی کہلانے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ہندوستان کو اسلام کے لئے دوبارہ بازیاب کیا اور اُس کو برہمنیت یا وحدتِ مذاہب کی گود میں جانے کی بجائے دوبارہ محمد عربیؐ اور دین اسلام کی نگرانی میں دے دیا اور اس کو گیارہویں صدی ہجری (سولہویں صدی عیسوی) کی اہم صدی میں اُس انجام اور حشر سے بچا لیا جو اُس کا تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں ہونے والا تھا' بلکہ درحقیقت مسلمانانِ ہند کو اُس ہمہ گیر اعتقادی' ذہنی اور تہذیبی ارتداد کے فوری خطرے سے محفوظ کر دیا' جو اکبر کی باعزم شخصیت اور اُس کے مشیروں (ملا مبارک' فیضی اور ابوالفضل) کی ذہانت سے ایک ٹھوس حقیقت بن کر سامنے آ گیا تھا۔ یہ معنوی و روحانی انقلاب' یہ ذہنی و تہذیبی ارتداد اُس سیاسی زوال سے کہیں زیادہ سنگین تھا جو اٹھارویں صدی کے اواخر میں ہندوستان کی نوخیز غیر مسلم طاقتوں کے ابھرنے سے اور انیسویں صدی کے اوائل میں انگریزوں کے تسلط سے پیش آیا۔

(2) دوسرے گروہ کے نزدیک اُن کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ اُنہوں نے طریقت پر شریعت کی فوقیت و بالادستی کو ایسے پُر از اعتماد' مبصرانہ و تجربہ کارانہ انداز اور وضاحت و قوت کے ساتھ بیان کیا جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا اور اس سے طریقت کا شریعت کے تابع ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا اور سلوک و طریقت کے حلقہ میں بے نیازی' بلکہ لاپروائی اور انحراف اور ریاضت و مجاہدہ اور باطنی حواس پر کلی اعتماد کا جو فتنہ شروع ہو گیا تھا (اور جس کا جوگ اور سنیاس کا ایک اہم مرکز ہونے کی بناء پر) ہندوستان سب سے بڑا نشانہ تھا' رُک گیا اور اُن کے بعد پھر کسی کو کھل کر یہ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی کہ شریعت و طریقت کے کوچے الگ الگ ہیں اور طریقت پر شریعت کے پہرے نہیں بٹھائے جا سکتے۔

(3) تیسرا گروہ اُن کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ سمجھتا ہے کہ اُنہوں نے وحدت الوجود (ہمہ اوست) کے نظریئے پر وحدت الشہود (ہمہ از اوست) کے ذریعے کاری ضرب لگائی جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لگائی تھی اور پھر اس کے بڑھتے ہوئے اُس سیلاب کو روک دیا' بلکہ اس کا منہ پھیر دیا' جس نے آخری صدیوں میں پوری علمی و روحانی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا' اور جس کے خلاف کسی پڑھے لکھے آدمی کا لب کشائی کرنا بھی اپنی جہالت کا ثبوت دینا تھا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی رائے یہ ہے:

"حقیقت میں اُن کا اصل کارنامہ' جس کے جلو میں اُن کے سارے تجدیدی کارنامے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں اور اُن کی تجدید کا اصل سرچشمہ جس سے اُن کے تمام انقلابی و اصلاحی کاموں کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریا بن کر سارے عالم اسلام میں رواں دواں ہو جاتے ہیں' وہ نبوتِ محمدیؐ اور اُس کی ابدیت و ضرورت پر اُمت میں اعتقاد و اعتماد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا وہ تجدیدی و انقلابی کارنامہ ہے' جو اُن سے پہلے اس تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ہمارے علم میں کسی مجدد نے انجام نہیں دیا' شاید یہ اس لئے بھی کہ اس کے زمانے میں اس کی ضرورت پیش نہیں آئی اور اس کے خلاف کوئی منظم تحریک یا فلسفہ سامنے نہیں آیا تھا۔ اُن کے تجدیدی تحریک سے اُن تمام فتنوں کا سدباب ہوتا ہے جو اس وقت عالم اسلام میں منہ پھیلائے ہوئے اسلام کے شجرۂ طیبہ اور اُس کے پورے اعتقادی' فکری اور روحانی نظام کو نگل لینے کے لئے تیار تھے۔ ان فتنوں میں اکبر کا "دینِ اکبری" اور "آئینِ جدید" بھی شامل ہے جو ہندوستان میں نبوت و شریعت محمدی کی جگہ لینے اور اُس کا بدل بننے کا مدعی تھا۔ دینی زندگی' اعمال و عبادات اور معاشرہ وتمدن کی وہ دینی بدعات بھی داخل ہیں جو ایک متوازی شریعت بنتی جا رہی تھیں اور جن کی ایک مستقل "فقہ" مدون ہو رہی تھی اور وہ بھی درحقیقت محمد رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کے لئے ایک چیلنج تھی"۔

اس شمارے میں حضرت مجدد الف ثانی کی احیائی و تجدیدی کارناموں کا باب تمام ہوا۔ اس باب کی تکمیل میں 25 دسمبر 2002ء کے شمارہ نمبر 50 سے لے کر اب تک دو دو صفحے کی دس قسطیں جمع ہوئیں۔ گویا "ندائے خلافت" کے بیس صفحوں میں حضرت مجدد کے کارناموں کا تذکرہ ہوا۔ اس تذکرے کی خاطر فاضل مصنفین و مورخین کی درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:

☆ علمائے ہند کا شاندار ماضی' مولانا سید محمد میاں
☆ نقشِ حیات (خودنوشت)' مولانا سید حسین احمد مدنی
☆ علماء میدان سیاست میں' ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی
☆ تاریخ دعوت و عزیمت' مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
☆ آزادی کی تحریکیں' عبید اللہ قدسی
☆ رودِ کوثر' شیخ محمد اکرام
☆ مجلہ علم و آگہی (پاکستان نمبر)' گورنمنٹ سٹی کالج' کراچی
☆ پاکستان ناگزیر تھا' سید حسن ریاض
☆ تحریکات ملی' ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری
☆ اعلائے کلمۃ الحق کی روایت اسلام میں' میاں محمد افضل

آئندہ شمارے سے ہم اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ ہوں گے' یعنی حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی طرف۔ کہاں کہاں پڑاؤ ہوگا' یہ ابھی ہمیں معلوم نہیں۔ راہِ مسافت میں جہاں جہاں پڑاؤ ہوگا' آپ بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔

اعلان

قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں کہ ندائے خلافت کا گزشتہ شمارہ شائع نہ ہونے کے باعث زیرِ نظر شمارہ ڈیڑھ گنا ضخامت کے ساتھ دو اشاعتوں کا قائمقام ہے اور اس شمارے کی قیمت 10 روپے ہے۔

اسمبلی سے باہر اور اندر علماء کرام کی تقریر میں فرق کیوں؟

ایک عالمِ دین کا علماء متحدہ مجلس عمل سے ایک دلچسپ سوال

(قاضی عبدالحلیم حقانی' نائب مہتمم' نائب مفتی واستاذ مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی)

صوبہ سرحد اور بلوچستان میں گریجویٹ علماء کی اکثریت اور قومی اسمبلی میں معقول نمائندگی ہونے کی وجہ سے سچے مسلمانوں کے دلوں میں کچھ چبھتے ہوئے سوالات جنم لے رہے ہیں جو اس قسم کے ہیں:

قانون ساز اداروں میں غیر مسلموں کا ناجائز قبضہ اب بھی بہر حال ہوگا؟ مغربی الحادی جمہوریت کو اسلام کی نکیل ڈالی جا سکے گی؟ اسمبلی سے باہر کے عالم کی تقریر اور اسمبلی کے اندر عالم کی تقریر میں یکسانیت کب پیدا ہوگی؟

کیا اسمبلی کے اندر کوئی عالم وہ تقریر کرلے گا جو سالہا سال سے اپنے محلہ کی مسجد میں لاؤڈ سپیکر کھول کر کرتا رہا ہے' جو اس قسم کی ہے:

''میرے محترم دوستو! خالق کائنات نے نوع انسانی کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ دین اسلام کو جامع ترین بھی قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ تمام راستوں سے بیزاری کا بھی واشگاف اعلان فرمایا ہے۔ اختصار کی وجہ سے قرآن مجید کی دو آیات کریمہ اپنے اس دعویٰ کے لئے بطور شہادت پیش کرتا ہوں۔ خالق کائنات کا ارشاد ہے:

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ط﴾ (المائدہ : ۳)

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ج وھو فی الاخرۃ من الخاسرین﴾ (آل عمران : ۸۵)

میرے محترم دوستو! آپ کو یہ حقیقت اچھی طرح معلوم ہے کہ بلاشبہ پاکستان کی اساس اسلام ہی ہے۔ اسلام کے نعرے سے ہی پاکستان دنیا کے نقشہ پر ابھرا ہے۔ قیام پاکستان سے پہلے 11 جون 1947ء کو قائداعظم نے علماء کے ایک وفد سے کہا تھا:

''جب پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی تو وہاں اسلامی دستور کے سوا اور کون سا دستور ہو سکتا ہے؟......

میں نے کبھی قوم سے غداری نہیں کی اور میں پھر اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کا نظام حیات اسلامی ہوگا اور اس کا دستور قرآن وسنت کے مطابق ہوگا''۔

(تعمیر پاکستان وعلمائے ربانی تالیف منشی عبدالرحمٰن خان ملتانی)

محترم دوستو! اسلامی نظام سے تو لوگ ویسے ہی گھبراتے ہیں۔ اسلامی نظام کی تو بڑی برکات ہیں۔ یہ نظام آتے ہی ہمارے تمام الجھے ہوئے مسائل خود بخود سلجھ جائیں گے۔ مملکت اسلامیہ کے فرائض میں چند باتیں اصل الاصول ہیں' اگر ان کو ایمانداری سے روبہ عمل لایا جائے تو تمام مشکلات کا مداوا اور علاج ہو جائے گا۔ تہذیب الاخلاق' تدبیر منزل اور سیاست مدن میں کسی بھی لحہ مسلمان اور اسلامی حکومت کو کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔

(الف) استحضار امانت: امراء وسلاطین اور تمام چھوٹے بڑے عہدے دار جن کو امور مملکت میں کسی قدر اختیارات تفویض ہوئے ہیں ان میں وہ اپنے آپ کو امین سمجھیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے اور حق تعالیٰ بلاشرکت غیر اس کائنات کا مالک ہے اور ہم اس کے نائب امین خلیفہ کی حیثیت سے مسئولیت آخرت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کاروبار حکومت چلا رہے ہیں۔

(ب) قوانین الٰہیہ کا قیام: انبیاء کرام صلوۃ اللہ علیہم اجمعین اور اب آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ جو شریعت اتاری گئی ہے اور آیت کریمہ ﴿ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر﴾ میں اس شریعت اور اس کے قوانین کا جوامت محمدیہ کو پابند کیا گیا ہے' ان تمام قوانین کا چاہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق بالعباد سے' اجراء کرانا۔ ان میں اہم شرعی قانون پارلیمنٹ پر اسلام کی بالادستی اور مملکت اسلامیہ کے قانون ساز اداروں سے غیر مسلموں کا انخلا ہے۔

(ج) امن وانصاف کا قیام: بلاتفریق مذہب ونسل تمام باشندگانِ مملکت کے لئے امن وانصاف قائم کرنا اور غیر مسلموں سمیت تمام باشندگان کی جان' مال' اولاد' عزت' آبرو کی حفاظت اور اسلام کے عطا کردہ حدود وحقوق کے مطابق مذہبی آزادی کا تحفظ کرنا۔

(د) فتنہ وفساد کا استیصال: مملکت اسلامیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلامی ملک کو داخلی و بیرونی فتنہ وفساد سے پاک کرے۔ اگر وہ قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تو نہ صرف داخلی فتنہ وفساد ختم ہوگا بلکہ بیرونی فسادات سے بھی اپنے ملک کی حفاظت ہوگی۔

محترم دوستو اور بزرگو! مذکورۃ الصدر تمام امور اس وقت تک علیٰ منہاج النبوۃ وعلیٰ منہاج الشریعۃ وعلیٰ منہاج الخلفاء الراشدین نہیں آ سکتے جب تک مملکت کے عدالتی نظام' سیاسی نظام اور حکومتی نظام کو قرآن وسنت کا پابند نہ بنایا جائے۔

پاکستان کی 55 سالہ تاریخ میں اسلامی نظام کے اہداف کی کوئی جھلک نظر نہیں آ رہی اور اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ بے لگام اکثریت کے ہر فیصلہ کو تسلیم کرلیا جاتا ہے جس کے باعث آج ملک کی مقننہ میں بے عمل مسلمانوں کی بھرمار ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں یہی چیز تمام خرابیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔

محترم دوستو! سود ہے' فحاشی ہے' عریانی ہے' رقص وسرود ہے' سینما ہیں۔ یہ تمام منکرات اسلامی حکومت میں بالکل ختم ہو جائیں گے۔ علماء کے ساتھ تعاون کرنا آپ کا فرض ہے اور علماء کے برسراقتدار آتے ہی اسلامی نظام کی برکات شروع ہو جائیں گی۔ اسلامی نظام تو خدا کا نازل کردہ ہے' اس کو از سرنو بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں تو اب کوئی شخص ترمیم وتنسیخ بھی نہیں کر سکتا۔

مسلمان کے تو تمام امور وحی سے متعلق ہیں' اس لئے تو بخاری شریف کی ابتداء یوں کی گئی ہے کہ: ''مسلمان کے ذہن میں یہ بات ڈال دو کہ تمہارا ہر کام وحی سے متعلق ہے۔ وحی کی روشنی میں ہی تم نے وضو کرنا ہے' غسل کرنا ہے اور وحی کی روشنی میں تم نے جینا اور مرنا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین''

یہ ہے وہ تقریر جو 55 سال سے ہر عالم خطبۂ جمعہ میں لوگوں کو سناتا رہا ہے۔ کیا کوئی ایسا عالم ہے جو جمعہ کی یہ تقریر اب اسمبلیوں میں بھی کردے؟ ع

گوئے میدان سعادت درمیان افگندہ اند

''ہندو اور رام راج کے خواب''

نئی کتاب کا تعارف

یہ کتاب تبصرہ آرائی کے لئے ڈیرہ غازی خان سے سلیم گورمانی صاحب نے بھیجی ہے۔ وہ ایک کتاب دوست آدمی ہیں اور کوئی کتاب انہیں پسند آئے تو پلے سے خرید کر دوسروں کو اصرار کے ساتھ پڑھواتے ہیں' حالانکہ اُن کا تعلق ہوائی سفر کی ایجنسی ''ٹریول مارک'' سے ہے۔

یہ کتاب ڈاکٹر شبیر احمد صاحب کی تصنیف ہے جو فلوریڈا (امریکا) میں مقیم ہیں۔ پاکستانی ہیں اور ایک مسلمان پاکستانی کی حیثیت سے اپنے مضامین اور کتب میں اپنے جذبات وخیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔

میں نے یہ کتاب پڑھنی شروع کی۔ پہلے باب کا عنوان ''مسلم دشمنی'' ہے۔ لکھا ہے: ''صاحبو! آج ہمیں آپ سے یہ کہنا ہے کہ کروڑوں کٹر ہندو آج نہیں' صدیوں سے اسلام اور پاکستان کو برصغیر سے نیست ونابود کردینے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں' لیکن بیشتر مسلمان اس سازش سے آگاہ نہیں۔ آیئے ذرا ماضی کے ایک جائزے پر نکلتے ہیں تاکہ ہمیں آگاہی اور دشمن کی پہچان کی توفیق ہو۔

☆1700ء: سکندر آباد میں رام راج والوں نے ''مغل اعظم'' کی قبر کھود کر اُس کی بچی کھچی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور اسے جلتی ہوئی چتا میں پھینک دیا۔ ہندوؤں نے ایسا کیوں کیا؟ بادشاہ اکبر تو اُن کا محسن تھا۔ انہیں خوش کرنے کے لئے اُس نے ''دینِ الٰہی'' ایجاد کر ڈالا تھا۔ اکبر نے گائے کے ذبیحہ کی سزا موت مقرر کر ڈالی تھی۔ ڈاڑھی رکھنا جرم قرار دیا تھا۔ ہندو عورتوں کو مہارانیاں بنایا تھا اور ہندوؤں کو فوج میں اعلیٰ عہدے دیئے تھے۔ اکبر کا جرم کیا تھا؟ یہ کہ اس کے نام کے درمیان میں ''محمدؐ'' کا اسم گرامی آتا تھا' جلال الدین محمد اکبر۔

☆1707ء: اورنگ زیب عالمگیر کی وفات پر پورے ملک میں کٹر ہندوؤں نے گھی کے چراغ جلائے' ہولی کھیلی اور ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو بحر ہند میں غرق کردینے کا عزم کیا۔

☆1707ء سے 1798ء تک: سکھوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام کراتے رہے اور پھر مسلسل 41 برس تک رنجیت سنگھ کی سکھا شاہی میں قرآن مجید کے لاتعداد نسخے جلوائے گئے' مسجدوں کو گردواروں میں تبدیل کیا گیا اور بے شمار مسلم خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ یہاں تک کہ 1839ء میں رنجیت سنگھ واصلِ جہنم ہوا۔

☆1757ء: بنگال میں نواب سراج الدولہ کو انگریزوں سے قتل کرانے کے لئے میر جعفر جیسے غدار کے شانہ بشانہ امیر چند' مانک چند' راج بلبھ اور رائے دلربھ نے شب وروز کام کیا۔

☆1670ء: مرہٹہ سردار سیواجی نے کہا ''میری تلوار پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو خون کے سیلاب میں بہا کر چھوڑے گی اور ایک مسلمان کا بھی نام ونشان تک باقی نہ رہے گا''۔ (پنڈت نند کمار شرما)

☆1685ء: سیواجی کے سپوت سنبھاجی نے کہا ''مسلمان ملیچھوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کا صفایا کردو''۔ (تاریخ مہاراشٹر' بھائی پرمانند)

☆1799ء: ٹیپو سلطان جب ہندوستان کو انگریز سے آزاد کروانے کی جدوجہد کررہا تھا تو ہندو ٹیپو سلطان سے جنگ کرتے رہے۔ ہندوؤں ہی نے میر صادق جیسے غداروں کو سلطان کے خلاف اُبھارا۔

☆1831ء میں شاہ اسماعیل اور سید احمد بریلوی کی بالاکوٹ کے مقام پر شہادت تک سکھوں کو ہندوؤں کی مکمل اشیرباد حاصل رہی۔

☆1857ء: جنگ آزادی میں ہلکر' سندھیا اور گائیکواڑ کی رہنمائی میں ہندوؤں نے کھل کر انگریزوں کا ساتھ دیا۔

☆1873ء: سوامی دیانند سرسوتی نے تحریک شدھی کی ابتدا کی' جس کا مطلب یہ تھا کہ ہندوستان کے سب مسلمانوں کو ہندو بنایا جائے۔ جو لوگ شدھی ہونے سے انکار کریں' انہیں ملک سے نکال دیا جائے۔ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے' صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ (گنگادھر تلک)

☆1923ء: پنڈت مدن موہن مالویہ اور سوامی شردھانند نے انگریز وائسرائے کے ساتھ ساز باز کرکے سنگھٹن کی نیم فوجی تحریک شروع کی' یعنی بھارت ماتا کے سب باسیوں کو بزورِ شمشیر ہندو بنالیا جائے۔

☆1925ء: ''اسلام کے روڑے کو کوئی ملک ہضم نہیں کرسکتا۔ ہمیں نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو شدھی کرنا ہے بلکہ افغانستان کو بھی ہندو افغانستان بنا کر اس پورے ملک میں ہندو سوراج قائم کرنا ہے''۔ (سنگھٹن کے رہنما لالہ ہردیال)

☆1927ء: ''مسلمانو! اگر تمہیں ہندوستان میں رہنا ہے تو ہماری یہ شرائط تسلیم کرلو: قرآن کو نہ مانو۔ محمدؐ کو چھوڑ دو۔ مکہ سے لاتعلق ہوجاؤ۔ کبیر اور تلسی داس کو پڑھو۔ ہندو تہوار مناؤ۔ مسجدوں پر آریہ سماج کا جھنڈا لہراؤ''۔ (سوامی ستیہ دیو)

☆1944ء: ''پوری قوم کو جل جانے دو۔ ہم پاکستان کے نام پر ایک انچ زمین نہیں دیں گے''۔ (گاندھی جی)

☆1944ء: ''اردو کی جڑ کاٹو کہ اس کے حروف قرآن کے حروف سے ملتے ہیں''۔ (گاندھی جی)

☆جولائی 1947ء: جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل نے انگریزوں کے ساتھ سازش کرکے پنجاب اور بنگال میں حد بندی متفقہ اصول کے برخلاف سازش سے کرائی۔

☆14 اگست 1947ء: ہندوانہ مکاری کی ایک مہیب سازش کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی۔ قائداعظم کے موٹر کاروان کو کراچی میں اڑا دینے والا بم پھٹ نہیں سکا۔ (فریڈم ایٹ مڈنائٹ: امریکی مصنف کولنز)

☆نومبر 1947ء: ''پاکستان کا قیام ایک عارضی حادثہ ہے۔ پاکستان کو مٹا دینے کے لئے 30 کروڑ ہندوؤں کو جان بھی دینی پڑے تو اس کے لئے تیار رہنا چاہئے''۔ (دیوان چمن لال)

☆1966ء: ''اگر مسلم اکثریت کے بل پر ہمارا اٹوٹ انگ کشمیر ہم سے الگ ہوتا ہے تو ہم ہندوستان کے پانچ کروڑ مسلمانوں کو مٹا دیں گے''۔ (وزیراعظم لال بہادر شاستری)

یہ پہلے باب پر ایک سرسری نظر کا خلاصۂ مطالعہ ہے۔ باقی تیرہ ابواب بھی ایسے ہی عبرت انگیز زمینی حقائق اور معلومات کا خزینہ ہیں۔ یہ کتاب ''مثل پبلشنگ' حبیب بنک بلڈنگ' چوک اردو بازار' لاہور'' کے اہتمام سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت 70 روپے ہے۔ (تبصرہ: سید قاسم محمود)

انتقال پرملال

ٹینا کے سینئر رفیق جناب ڈاکٹر سراج الحق (امیر تنظیم ڈیٹرائٹ' مشی گن) کی والدہ ماجدہ 21 فروری بروز جمعۃ المبارک طویل علالت کے بعد انتقال کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رفقاء واحباب سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

جناب راؤ محمد جمیل امیر تنظیم اسلامی وہاڑی کی والدہ 28 فروری بروز جمعۃ المبارک اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث انتقال فرماگئیں۔ تمام رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اللھم اغفرلھا وارحمھا و ادخلھا فی رحمتک وحاسبھا حسابا یسیرا

کلوننگ اور اس سے متعلقہ مسائل کی شرعی حیثیت

حافظ مبشر حسین لاہوری

کلوننگ کیا ہے؟

کلوننگ کی تعریف کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالرؤف شکوری اپنی کتاب ''کلوننگ: ایک تعارف'' میں رقمطراز ہیں کہ ''کلوننگ کے لغوی معنی ایک ہی طرح کی چیزیں بنانا یا پیدا کرنا ہیں۔ عام فہم زبان میں دو مثالوں سے اس کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ کلوننگ اس طرح کا عمل ہے جیسے فوٹو کاپی مشین کے ذریعے کسی مسودہ کی بہت ساری کاپیاں بنائی جاسکتی ہوں یا پھر ریکارڈر کی مدد سے کسی آڈیو یا ویڈیو ٹیپ کی بہت سی کاپیاں بنائی جاسکتی ہوں۔ ان کاپیوں میں وہی الفاظ، وہی سُر، وہی اتار چڑھاؤ، وہی خامیاں، وہی خوبیاں پائی جائیں گی جو کہ اصل مسودے یا ٹیپ میں ہوں گی۔ اس طرح جو کاپیاں حیاتیاتی عمل کے ذریعے بنتی یا بنائی جاتی ہیں، وہ کلوننگ کے زمرے میں آتی ہیں۔ اس عمل سے نہ صرف ایک ہی طرح کے سالمے بلکہ پودے اور جانور بھی بنائے جاسکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اول الذکر کو سالمی کلوننگ (Molecular Cloning) اور مؤخر الذکر کو حیوانی کلوننگ (Animal Cloning) کہا جاتا ہے۔ یعنی حیاتیات کی زبان میں کلوننگ کا عمل جنسی طریقہ تولید سے ہٹ کر ہے۔ جانوروں اور پودوں میں غیر جنسی طریقے سے افزائش نسل کرنے کو کلوننگ کہتے ہیں۔ چونکہ غیر جنسی طریقہ تولید سے بننے والے جاندار جینیاتی خصوصیات، شکل وشباہت میں بالکل اپنی اصل جیسے ہوتے ہیں اس لئے ہم انہیں کلون (Clone) کہیں گے۔'' (ص 48، 49)

انسانی کلوننگ کے فوائد، نقصانات اور اس سے متعلقہ دیگر مسائل پر بحث وتمحیص سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نباتات اور حیوانات میں ہونے والی کلوننگ اور اس کے ان گنت فوائد پر بھی روشنی ڈال دی جائے کہ جن سے نوع انسان ایک عرصہ سے مستفید ہوتی چلی آرہی ہے۔ علاوہ ازیں انسانی کلوننگ کی بنیاد بھی انہی سے فراہم ہوئی ہے۔

نباتاتی کلوننگ

نباتاتی کلوننگ کا عمل پودوں میں کیا جاتا ہے تا کہ ایسے اعلیٰ اور من پسند نسل کے پودے تیار کئے جاسکیں جو بڑی تعداد میں پھل، پھول، اناج اور ایندھن فراہم کر کے بڑھتی ہوئی انسانی ضروریات کو پورا کرسکیں جبکہ ان کی کاشت کاری کے اخراجات بھی عام کاشت کاری کی بہ نسبت انتہائی ارزاں ہوں۔ اس سلسلہ میں مختلف پودوں کے خلیات اور ان میں موجود جینز (Genes) کی جینیاتی انجینئرنگ کے ذریعے کلوننگ کر کے ناقابل بیان حد تک فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔ چونکہ نباتاتی کلوننگ فی الحال ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لئے اس کے درج ذیل چند اہم فوائد کو اجاگر کرنے پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔

نباتاتی کلوننگ کے فوائد

i) زراعتی پیداوار بڑھانے کے لئے جینیاتی انجینئرنگ سے ایسی اقسام کے پودے تیار کئے جاسکتے ہیں جو موسمی اور دوسرے ناموافق حالات کا مقابلہ کرسکتے ہوں۔ اس طرح وہ ان نقصانات سے محفوظ رہتے ہیں جن کی وجہ سے زراعت کی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے۔

ii) ایسے پودے بنائے جاسکتے ہیں جنہیں بیرونی خوراک کے اجزا (مثلاً کھاد) یا مدافعاتی کیمیکلز (مثلاً کیڑے مار ادویات) کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ اس طریقہ سے فصل اگانے پر جو اخراجات اٹھتے ہیں، وہ خاصے کم ہوتے ہیں جبکہ ماحول کی پراگندگی سے بھی نجات مل جاتی ہے۔

iii) ایسے پودے تیار کئے جاسکتے ہیں جو سیم وتھور زدہ زمین میں بھی بآسانی اگائے جاسکتے ہوں۔

iv) انتہائی سرد علاقوں (جہاں درجہ حرارت نقطۂ انجماد کو پہنچ جاتا ہے)، انتہائی گرم علاقوں (صحراؤں، ریگستانوں) اور انتہائی آندھی وطوفان زدہ علاقوں میں حسب خواہش ایسے پودوں کی کاشت کو یقینی بنانے کے تجربات بھی ہورہے ہیں جو ماحول کی شدت برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

v) مختلف قسم کے پھولوں اور پودوں کے خلیات میں جدید پیوندکاری کے ذریعے نت نئے رنگا رنگ پھول اور نئی اقسام کے ذائقہ دار پھل بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا صورتیں عملی تجربات سے گزر کر واقعاتی دنیا میں آچکی ہیں حتی کہ اب ترقی پذیر ممالک بھی نباتاتی جینیاتی انجینئرنگ سے استفادہ کر رہے ہیں اور اس میں مزید اضافہ کی کوششیں جاری ہیں۔

حیوانی کلوننگ

حیوانی کلوننگ کی انتہائی ترقی یافتہ شکل تو یہ ہے کہ نر و مادہ کے ملاپ کے بغیر ایک ہی جانور سے اس کی ہو بہو نقل کا صحیح سالم جانور تیار کرلیا جائے۔ ایسا کس طرح کیا جاتا ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوا، اس کے بیان کے لئے قدرے تفصیل مطلوب ہے۔ علاوہ ازیں انسانی کلوننگ سے متعلقہ مسائل کا سمجھنا بھی اسی پر موقوف ہے۔

جانداروں میں عمل تولید کے دو طریقے فطرتی وقدرتی طور پر کارفرما ہیں۔ ایک جنسی طریقہ تولید اور دوسرا غیر جنسی طریقہ تولید۔ جنسی تولید میں نر کا نطفہ (Sperm) اور مادہ کا نطفہ (Egg) ملنے سے ایک بارآور بیضہ (Zygote) حاصل ہوتا ہے جو ارتقاونمو کے مختلف مراحل طے کر کے مکمل بچہ بن جاتا ہے۔ نر اور مادہ کے نطفوں میں موجود ہر جرثومہ ایک مکمل تولیدی خلیہ ہوتا ہے۔ غیر جنسی طریقہ تولید میں جنسی خلیہ خود ہی اپنے جیسے دوسرے جاندار بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گویا جنسی وغیر جنسی دونوں طریقہ ہائے تولید میں مرکزی اہمیت خلیہ کو حاصل ہوتی ہے جو تمام نباتات اور حیوانات کے جسم کی بنیادی اکائی ہے۔ اگرچہ بعض جاندار ایک خلیہ پر ہی مشتمل ہوتے ہیں مگر اکثر وبیشتر ایک سے زیادہ خلیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ایک انسانی جسم میں اوسطاً ''دس کھرب'' خلئے موجود ہوتے ہیں جو سب مل جل کر کام کرتے ہیں۔ یہ خلئے آپس میں مل کر بافتیں (Tissues) بناتے ہیں، بافتیں مل کر عضو (Organs) اور عضو مل کر انسانی نظام (مثلاً انہضام، تنفس وغیرہ) تشکیل دیتے ہیں اور انہی پر انسانی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے۔

ہر خلئے (Cell) میں ایک مکمل کارخانے کی طرح نظام چلتا ہے جس میں بے شمار چیزیں کیمیائی عمل سے گزر کر زندگی کو جاری وساری رکھتی ہیں۔ ہر خلئے میں ایک چھوٹی سی چوکور یا گول گیند ہوتی ہے جسے مرکزہ (Nucleus) کہا جاتا ہے اور یہی مرکزہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے جو پورے خلیہ کے کیمیائی عمل کو کنٹرول کرتا ہے۔ اگر اسے نکال دیا جائے تو باقی خلیہ ضائع ہوجاتا ہے۔ اس مرکزہ میں دھاگہ نما ساختیں ہوتی ہیں جنہیں کروموسوم

(باقی صفحہ نمبر 21 پر)

بغداد کا نوحہ

بغداد مجھے ہمیشہ الف لیلیٰ کی داستانوں کی طرح پُراسرار نظر آتا ہے۔ دجلہ کے کنارے بنے قدیم آبادیوں کے قدیم وضع کے مکانات اور "المنصوریہ" کے جدید محلات سب ایک دھند میں لپٹے نظر آتے ہیں اور تاریخ کی بھول بھلیوں میں ہلاکو خان کے گھوڑوں کی ٹاپیں گونجتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔

اسلامی تاریخ کے نشاۃ ثانیہ کی علامت بغداد لٹنے کے بعد تاریخ کے صفحات میں ایسا گم ہوا کہ مسلمان اپنا تشخص کاسۂ گدائی میں لئے ہوئے یورپ و امریکہ کے دبستانوں میں گھوم رہے ہیں۔ دنیائے طب' فلکیات' نجوم' ریاضی کے علوم سے مزین وہ خزانہ جو یہاں کی لائبریریوں کی زینت تھا' پیوند خاک ہو چکا۔ ایک تحقیق کے مطابق یہاں 34 عظیم الشان لائبریریاں تھیں۔ ان میں سب سے بڑی "بیت الحکمت" کے نام سے مشہور تھی اور کئی منزلوں پر مشتمل تھی' جہاں لاکھوں کتابیں اور مخطوطات مسلمان علماء کی تھیں جنہیں تاتاری سردار ہلاکو خان نے جلا دیا اور جو نہ جلا سکا وہ دجلہ میں بہا دیں جس سے دجلہ کا پانی ہفتوں سیاہ' سرخ' سبز' پیلا ہوتا رہا۔ محض کتابوں کی روشنائی کی وجہ سے عباسی خلیفہ معتصم باللہ نے بغداد کی کنجی تاتاری سردار ہلاکو خان کے حوالے کی تو اس نے صبح سے شام دو لاکھ افراد ہلاک کئے' جن کے خون سے ان کے گھوڑوں کے سم ہمیشہ کے لئے رنگین ہو گئے۔ اپنی تاریخ کا یہ نوحہ مسلمانوں کو ہمیشہ رلاتا رہے گا۔ آج پھر بغداد پر وہ وقت آن پڑا ہے' طبل جنگ بج رہا ہے' بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی تیاری ہو رہی ہے۔ افغانستان کے تورابورا کی یاد تازہ کی جا رہی ہے۔

لیکن آج کے عراق کو ہلاکو کے عراق یا افغانستان کا تورابورا نہ سمجھا جائے۔ آج کے بغداد کو دیکھ کر دل بہت مضبوط و توانا ہوتا ہے۔ ایک طاقت ابھرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ ایک فخر محسوس ہوتا ہے۔ آپ کے ذہن میں سوال اٹھے گا کیوں؟ اس کا جواب ہے ایک ناقابل بیان "عظم" اور "فخر"' جو عراقی عوام کی میراث بن چکا ہے کہ وہ بارہ سال کی بین الاقوامی اقتصادی پابندیوں کے باوجود امریکہ و یورپ کے آگے نہیں جھکے۔

ان پابندیوں نے انہیں خود جینے اور خود انحصاری اور خودداری کا ناقابل بیان درس دیا ہے جو شاید انہیں شاندار اقتصادی ترقی کے بعد بھی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

صدام حسین نے جو کچھ کیا اپنے مخالفین کے ساتھ اس کا فیصلہ تاریخ ان کے ساتھ کرے گی لیکن آج وہ جو کچھ کر رہے ہیں اور پچھلے بارہ سال کی پابندیوں میں انہوں نے جو کچھ اپنے عوام کے لئے کیا وہ اتنا ناقابل یقین ہے کہ کوئی اس پر یقین کرے یا نہ کرے مگر ایسا ہے' میرے ساتھ آپ آج کے بغداد کو ایک نظر دیکھئے۔ بغداد کی جدید و قدیم آبادیوں کے بیچ دجلہ کے اوپر تین پل ان آبادیوں کو ملاتے ہیں۔ کسی زمانے میں دجلہ میں رات کو بوٹنگ اور روشنیوں کی جھلملاہٹ ایک عالم کو شرماتی تھیں مگر آج چند کشتیوں میں دیئے جھلملاتے ہیں جو مسافروں کو بھی شورجہ بازار پہنچاتے ہیں اور کبھی ابونواس شاہراہ کی طرف جو عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے درباری شاعر ابونواس کے نام پر معنون ہے۔ شاہراہ ابونواس جیتی جاگتی شاہراہ جہاں زندگی اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ جلوہ فگن ہوتی تھیں۔ آج بھی زندہ ہے لیکن اس کا انداز

ناہید ہادی

مختلف ہے' جینے کا ڈھنگ مختلف ہو گیا ہے۔ مینارہ نما ریوالونگ ریسٹورنٹ میں مسافر آج بھی ہیں لیکن سیاح نہیں صرف مقامی لوگ ہیں جو شیشے کی کھڑکیوں سے پورے بغداد کا منظر دیکھتے ہیں اور خاموشی سے کھانے میں مگن ہو جاتے ہیں۔ بغداد کے علاقے المنصور کی السامعہ اسٹریٹ پر سامعہ ریسٹورنٹ کے اندر عرب عورتوں اور مردوں کا ہجوم تھا' شاورمہ کی بھاپ اڑاتی پلیٹیں اور دریائے دجلہ کی معروف زمانہ مچھلی "مزگوف" کی خوشبو چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔ خواتین یورپین ملبوسات اور جدید میک اپ و زیورات سے سجی تھیں' ماحول میں عربی موسیقی اور گیت کے خوبصورت بول گونج رہے تھے۔ ابھی کل کی بات ہے کراچی میں ہر کوئی ڈر رہا تھا کہ عراق میں حالات ٹھیک نہیں ہیں کسی بھی وقت حملہ ہو سکتا ہے لیکن عجیب بات ہے سی این این' بی بی سی اور فوکس نیوز دیکھنے کے بعد تو کوئی بغداد آنے کا سوچ بھی نہیں سکتا' لیکن المنظریہ بارڈر سے بغداد تک کے سفر میں مجھے کہیں بے سکونی' بے اطمینانی' بے چینی یا اضطراب کی کوئی لہر نظر نہیں آئی بغداد ویسے ہی جگمگا رہا تھا' جیسا میں نے 98ء میں دیکھا تھا گو کہنے والے کہتے ہیں یہ 88ء کا بغداد پھر بھی نہیں ہے جب بغداد عروس البلاد تھا۔

اقتصادی پابندیوں نے اور بغداد کے گنجان آبادی کے علاقے "العمریہ" پر بمباری اور شہریوں کی ہلاکت نے عراق کو متاثر تو کیا ہے مگر ذہنی دباؤ اور کمزوری کا تاثر کہیں نظر نہیں آتا' بغداد کی چمک میں کمی تو آئی ہے لیکن مردنی نہیں چھائی ہے۔ مجھے بغداد آج بھی زندہ و توانا نظر آتا ہے۔ بارہ سال کی خون نچوڑنے والی پابندیوں نے عراق کے جسم کو نحیف تو کیا ہے لیکن ذہنی بالیدگی اور قوت مدافعت کے شعور نے عراق کو ایک نیا جنم دیا ہے۔ اکتوبر کے ریفرنڈم میں عراقیوں نے بھرپور حصہ لیا۔ وہ علاقے جو صدام حسین کے مخالف سمجھے جاتے تھے وہاں بھی صدام حسین کو 98 فیصد کی اکثریت حاصل ہوئی۔ نجف' کوفہ' کربلا' موصل جو صدام حسین کے مخالف علاقوں میں شمار ہوتے تھے انہوں نے بھی صدام حسین کے حق میں ووٹ دیا' کربلا کے ایک تاجر نے اس بارے میں کہا کہ ہم لوگ حکومت کے مخالفین میں سے ہیں کیونکہ کچھ باتوں کی وجہ سے ہمارے لوگ موجودہ حکومت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن آج امریکہ کے خلاف ہم صدام حسین کے ساتھ ہیں۔ کچھ ایسی باتوں کا اظہار مختلف الخیال لوگوں نے بھی کیا جس سے اندازہ ہوا کہ امریکہ مخالف جذبات نے حکومت کی حمایت میں رائے عامہ کو ہموار کیا ہے۔

اس وقت عراق میں جو اقتصادی نظام قائم ہے اور فوری عدل و انصاف کی فراہمی سے جو سہولتیں عوام کو دی ہیں اس بارے میں بغداد کے ایک تاجر نے بتایا کہ بارہ سال پہلے جب امریکہ و یورپ نے اقتصادی پابندیاں عائد کیں تو صدام حسین نے لوگوں میں زراعت کا شعور پیدا کیا اور لوگوں سے کہا کہ اپنے گھروں میں کھیتی باڑی کرو اور اس سلسلے میں کسانوں کو مفت زمین فراہم کی گئی اور مفت بیج' مفت کھاد فراہم کی گئی اور سب سے زیادہ غلہ اگانے والے کسان کے لئے انعام مقرر کیا گیا جو ایک بڑی رقم کی صورت میں ہے۔ اس طرح آج عراق میں گھر گھر کھجور کے درختوں کے ساتھ زیتون' انجیر' مالٹے' لیموں' انار کے درختوں کے ساتھ مختلف سبزیاں بھی کاشت کی جا رہی ہیں۔ فرات اور دجلے کے کنارے میلوں تک کھجور کے باغات پھیلے ہیں تو اس کے ساتھ سورج مکھی کے پیلے پھول بہار دکھلا رہے ہوتے ہیں۔ زراعت و باغبانی کو قومی ترقیاتی کاموں میں اولیت دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ترقیاتی کاموں میں پروجیکٹ بننے کے بعد فوری عملدرآمد نے پورے ملک کو بہترین سڑکوں' فلائی اوورز سے ملا دیا ہے۔ اخباروں میں یا میڈیا کے کسی بھی ذریعے سے جرائم کی خبروں پر پابندی ہے لیکن مقامی پولیس کی مدد سے فوری انصاف فراہم کیا جاتا ہے۔ بغداد کے نواحی علاقے میں کسی

لڑکی کی اجتماعی آبروریزی کے واقعے کے ایک ہفتے بعد اسی علاقے کی مسجد کے سامنے ان لڑکوں کو جو بااثر' خوشحال گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے اجتماعی پھانسی دے دی گئی۔ اس طرح کے سخت اقدامات جرائم کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دیتے۔ گداگری قانوناً جرم ہے بھیک مانگنے والے کو پولیس فوراً اٹھا کر لے جاتی ہے۔ صدر صدام حسین کا سب سے بڑا کارنامہ جو انہوں نے اقتصادی پابندیوں کے بعد انجام دیا وہ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہے وہ ہے اپنے عوام کو مفت راشن کی فراہمی' عراق کے ہر فرد کو چاہے وہ بوڑھا ہو بچہ ہو یا جوان حکومت کی جانب سے مفت راشن فراہم کیا جاتا ہے جس میں ضروریات زندگی کی تمام اشیاء شامل ہیں سوائے گوشت کے اور سبزی کے' صرف گوشت نہیں دیا جاتا اور جو اشیاء دی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ دال' چاول' آٹا' نمک' مرچ' مصالحہ جات' پکانے کا تیل' سر میں ڈالنے کا تیل' صابن' شکر' چائے کی پتی' خشک دودھ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اشیاء گزشتہ بارہ سال سے عراقی عوام کو صدام حسین کی حکومت فراہم کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم فری ہے۔ ملک میں کوئی پرائیویٹ سکول نہیں ہے۔ کوئی پرائیویٹ کالج نہیں ہے۔ میڈیکل' انجینئرنگ' کمپیوٹر ہر قسم کی تعلیم فری ہے۔ علاج معالجہ فری ہے۔ سب سے بڑی بات بجلی فری ہے۔ بغداد کا میڈیکل کالج اپنے دور کی جدید سہولتوں سے مزین کالج ہے۔ کمپیوٹر انجینئرنگ کا کالج بہترین سہولتوں سے مزین ہے۔ عراق کے اندر فون کرنے پر فون کا کوئی چارج نہیں یعنی آپ پورے عراق میں جتنے فون کریں آپ فری بات کر سکتے ہیں۔ عوام پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں ہے' کیا دنیا میں کوئی اور حکومت مفت راشن فراہم کر رہی ہے۔ اقتصادی پابندیوں کے عائد کرنے سے دنیا عراقی عوام سے جینے کا حق نہ چھین سکی اور ان مشکلات میں جینے کا ڈھنگ صدر صدام حسین نے عراقی عوام کو سکھایا۔ بارہ سال کی پابندیوں نے عراق کو اقوام عالم میں سرخرو کیا ہے اس کا سر نہیں جھکایا ہے۔ اپنی قومی حمیت کو داؤ پر نہیں لگانے دیا۔

عراق میں صدر صدام حسین کے دور میں مقامات مقدسہ کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ تمام مساجد' مزارات اور روضوں پر تعمیر جدید کی جا رہی ہے اور تزئین و آرائش کی جا رہی ہے اور بیرون دنیا سے زائرین کی سہولتوں کے لئے مسافر خانے' ریستوران' ہوٹلز کی تعمیر کے ساتھ ویزا کی سہولتیں بھی دی جا رہی ہیں' بارہ سال بعد ایرانی زائرین کو مقدس مقامات کو زیارت کے لئے ویزے کی سہولتوں نے ایرانی عوام کا دل جیت لیا ہے۔ کئی سو ایرانی روزانہ خسری بارڈر سے المنظریہ بارڈر کراس کرتے ہیں شام سے رقہ بارڈر اور قصر شیریں سے مختلف عرب زائرین عراق میں داخل ہوتے ہیں اس کے علاوہ صحرائے عمان و اردن عبور کرتے ہوئے اور بصرہ کی بندرگاہ سے بھی ہزاروں زائرین عراق آتے ہیں۔ یہ مقدس سرزمین تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے تقدس اور روحانی آسودگی کا سرچشمہ ہے۔ کیا یورپ و امریکہ اس پر ضرب لگا کر عالم اسلام کو ناراض کریں گے اور کیا یہ جنگ صلیبی جنگوں کی طرز پر کوئی نئی جنگ تثلیث بنائے گی جس میں مسلمان' عیسائی اور یہودی ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوں گے۔

(بشکریہ: روزنامہ جنگ' 16 جنوری 2003ء)

بقیہ : نقطۂ نظر

(Chromosome) کہا جاتا ہے اور ان کے اندر جاندار کی نشوونما' رنگ و شکل اور عادات و خصوصیات وغیرہ سے متعلق تمام تفاصیل و معلومات درج ہوتی ہیں۔ ہر جاندار خلیہ کے اندر کروموسوم کی ایک مخصوص تعداد طے ہوتی ہے۔ مثلاً انسان میں 46' مکھی میں 8' بلی میں 38' مرغی میں 78 کروموسوم موجود ہوتے ہیں۔ جس طرح ہمارا جسم گوشت اور ہڈیوں سے مل کر بنتا ہے اسی طرح یہ کروموسوم DNA نامی ایک مادے سے بنے ہوتے ہیں جسے جینیاتی مادہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس مادے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر یہ اپنے جیسے ٹکڑوں کو بنا سکتا ہے۔ یعنی دو سے چار' چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ...... DNA کے ہر متفرق ٹکڑے یا حصے کو جین (Gene) کہا جاتا ہے اور کسی جاندار میں جس خصلت' شکل یا فعل کے جین ہوں گے وہ اسی خصلت' شکل اور فعل کی عکاسی کرے گا۔ مثلاً کسی کا قد چھوٹا یا لمبا ہے تو اس لئے کہ اس کے جینز میں ایسی ہی خصوصیت تھی۔ کسی کے بال سرخ یا بھورے ہیں یا رنگت سرخ و سفید' گندمی یا انتہائی سیاہ ہے تو اس لئے کہ ایسے جینز کی خصوصیت ویسی تھی۔ یہاں نباتاتی کلوننگ کے حوالہ سے اب یہ بات سمجھنا آسان ہوگا کہ گرم علاقے کے پودوں کو سرد علاقوں میں کاشت کے قابل کیسے بنا لیا جاتا ہے! اس کا جواب یہ ہے کہ سرد علاقوں میں پائے جانے والے پودوں کے وہ جینز جو سردی کے خلاف قوت مدافعت رکھتے ہیں' انہیں گرم علاقے کے پودوں میں داخل کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ پودا سرد علاقے میں بھی کاشت کاری کے قابل ہو جاتا ہے جبکہ اس کی پیداوار وہی ہوتی ہے جو گرم علاقے میں حاصل کی جاتی ہے۔ (جاری ہے)

KT KHALID TRADERS
IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE
NTN

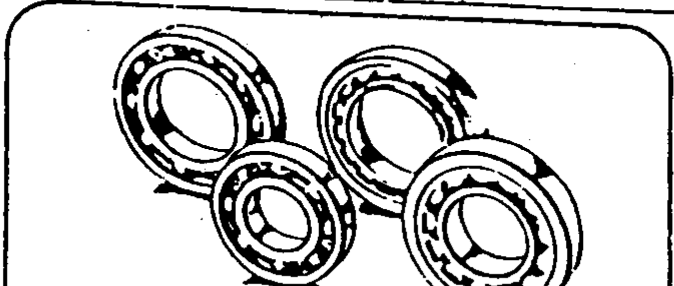

PLEASE CONTACT
Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box # 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktnln@poboxes.com
FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172
LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918.
GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607
WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

فکرِ تنظیم سے قلبی تعلق کی اہمیت

قافلہ تنظیم میں شامل ہونے والی نئی رفیقات سے کچھ باتیں

عزیز دینی بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کاروانِ تنظیم میں شمولیت مبارک ہو۔ نیک دعاؤں اور امیدوں کے ساتھ خوش آمدید۔ اب معرکۂ حق و باطل کی عملی تصویر آپ کو نظر آ جائے گی ان شاء اللہ۔ تنظیم میں شمولیت کے بعد اس کے نظم و نظام کے بارے میں بریفنگ مل چکی ہو گی' ''کرنے کے اصل کام'' بھی معلوم ہو چکے ہوں گے۔ اس پُر خار راہ پر چلنے کے لئے بہت سی آزمائشوں اور صبر آزما ''تکالیف'' کا بھی سامنا کرنا ہو گا' اخلاص کا تقاضا ہے کہ مشکلات برداشت کی جائیں مگر چونکہ رب تعالیٰ نے ہمیں اس قافلے میں شامل کر کے دین کا ''اہم کام'' لینا ہے اس لئے وہ ہمیں استقامت اور توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ۔

آپ نے سب سے پہلے جو کام کرنا ہے وہ ہے تنظیم کی فکر سے ''قلبی تعلق''۔ اپنے دلوں میں تنظیم کی فکر جاگزیں کرنا ہو گی' کیونکہ فکر ہی سے عمل کی ''راہ'' (direction) کا تعین ہوتا ہے۔ اگر ارد گرد نگاہ دوڑائی جائے تو کتنے لوگ دین کا کام کر رہے ہیں مگر اجتماعیت کی برکت سے محروم' کسی فکر سے چپٹے بغیر۔ ایسے لوگ علم کی تو خدمت کر رہے ہیں مگر فکر مفقود ہے جو کہ عمل کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ مومن اور شیطان کے درمیان جو کشمکش ہے اس کے لئے بھی فکر ہی روح کو بیدار رکھتی ہے اور مومن کو کامیابی سے ہمکنار کراتی ہے۔

ہمیں اس معرکۂ حق و باطل میں فتح اُسی صورت میں نصیب ہو سکتی ہے جب مقصد پر نگاہ رکھ کر مرکز سے جڑے رہیں۔ ابتداء میں تو شیطان جوش و ولولے کو کسی قسم کی گزند نہیں پہنچائے گا لیکن رفتہ رفتہ عمل کی راہ میں مایوسیوں کی رکاوٹ کھڑی کی جائے گی۔ دین کے ''کلیات'' کے بجائے ''جزئیات'' پر بھی طبیعت مائل ہو سکتی ہے۔ شیطانی وساوس بھی کام کرنا شروع کریں گے۔ ''کلی اطاعت مشکل ہے'' ''بارِ گراں اٹھانے کے متحمل نہیں'' باطل خیالات بھی دامن گیر ہو سکتے ہیں لیکن اپنے اندر وہ نگاہِ مردِ مومن پیدا کرنی ہو گی جو شیطان کے ہر حربے کو تاک لے اور ہمیں چوکنا کر دے۔

وہ بوجھ جو آپ نے اپنی ذات پر ڈالے ہیں اُن کو ہٹائیے سب کا حق ادا کیجئے لیکن اپنی ذات کے ''بے جا'' حقوق سے دستبردار ہو جائیے۔ اپنا تن من دھن اس راہ میں لگا دیجئے' خاک میں مل کر اور آگ میں جل کر کندن بننے کے لئے تیار ہو جائیے۔

اپنی ''روحانیت'' کو Utilize کریں' اگر زندگی کا مقصد گھروں میں بیٹھ کر نوافل اور تسبیحات پڑھنا ہوتا تو پروردگارِ عالم اپنے بندوں پر اپنی نیابت اور خلافت کا بار نہ ڈالتا۔

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ﴾ (البقرہ: 30)

''جب خلافت کی ذمہ داری سونپ دی گئی اور انسان مسجودِ ملائک ٹھہرا ہو تو تم باذن اللہ کی مانند اپنے فرائض دینی (ملاحظہ ہو ''دینی فرائض کا جامع تصور'') کی ادائیگی کے لئے مستعد ہو جائیے۔

رفیقات کے فرائض پر عمل کرنے کے نتیجے میں آپ کو ''مذہب پسند'' احباب کی بھی تنقید برداشت کرنی ہو گی کیونکہ ''مذہب'' (خصوصاً مراسم عبودیت) پر عمل کرنا زیادہ مشکل بات نہیں مگر ''دین'' پر عمل کرنا اہلِ خانہ کے لئے تشویش کا باعث بن سکتا ہے۔

جن مُردہ سنتوں کو زندہ کرنے کی دعوت' تنظیم ہمیں دے رہی ہے وہ کسی صورت اقربا اور اہل خانہ کو ہضم نہ ہوں گی۔ اس بات کی قوی امید ہے کہ ہر وقت مناظرے اور مجادلے آپ کے منتظر رہیں' چو طرفہ محاذ سے سابقہ ہو لیکن چونکہ یہی عناصر ہیں جو مومن کو ہر وقت حالتِ جہاد میں رکھتے ہیں اور یہ جہاد آپ کی تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔

بانیٔ تنظیم اسلامی محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے رفقاء اور رفیقاتِ تنظیم کی تربیت کے ضمن میں اپنی کتاب منہج انقلاب نبویؐ میں یہ اشعار شامل کئے ہیں۔

تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
ان خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر!

اپنے رب سے امید رکھیں فتح ہمیشہ حق کی ہو گی ان شاء اللہ۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہم تو حق سے باطل پر چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا بھیجا نکال دیتا ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے اور تمہارے لئے تباہی ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم بناتے ہو''۔ (الانبیاء: 16)

رب تعالیٰ کی مدد سے باطل جھاگ کی طرح بیٹھ جاتا ہے اور حق چہار سُو چھا جاتا ہے۔

اپنی صلاحیتوں کا ادراک کیجئے' آگے بڑھئے' مبتدی سے ملتزم رفیقہ کا سفر طے کریں۔ خود کو اللہ کی راہ میں پیش کر دیا ہے تو پیچھے ہٹنے سے کیا حاصل!

فکرِ تنظیم سے متعلق کتابوں سے استفادہ کریں۔ تعارفِ تنظیم اسلامی' عزمِ تنظیم' اسلام میں عورت کا مقام' خواتین کی دینی ذمہ داریاں اور دینی فرائض کا جامع تصور' ان کتابوں کو بار بار پڑھئے اور فکر و روح کو زندہ رکھیں۔ روح کی غذا کے لئے اللہ سبحانہ سے تعلق کو مضبوط کریں کیونکہ ہمارا مطمع نظر اور نصب العین رضائے باری تعالیٰ ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(تحریر: بنت محمد علی ابراہیم' کراچی)

شہ پارہ

غلطی کا احساس

آدھی رات کے وقت جب کُل کائنات سکوت اور سیاہی میں ڈوبی ہوتی ہے تو زمین کا سینہ ابھرتا ہے اور وہ اپنے بازو پھیلا دیتی ہے اور پکارتی ہے: ''اے میرے محبوب آ۔ آ اور میرے سینے سے لگ جا''۔

ستارے ڈھلکتے ہیں۔ شبنم آہستہ آہستہ آسمانوں سے اترتی ہے اور زمین سے بغل گیر ہو جاتی ہے۔ زمین آہستہ آہستہ جھولتی ہے اور شبنم اس کے سینے پر سر رکھ کر سو جاتی ہے۔

صبح کے وقت جب سورج افق کی چلمن ہٹا کر جھانکتا ہے اور کھیتوں میں ہوا سرسراہٹ کرتی ہوئی چلتی ہے تو شبنم اپنی نورانی آنکھ کھولتی ہے۔

''آہ! میں کہاں ہوں؟'' وہ چلاتی ہے۔ ''اُف! میرے اللہ! آسمان کس قدر بلند ہے! کیا میں ایسے زوال پذیر جذبے کے لئے اپنے نشیمن سے ٹوٹ گری ہوں''

اس طرح کہتی ہوئی وہ سورج کی کرن کے ساتھ لٹک جاتی ہے۔ پھول اپنی پنکھڑیاں اس کو لینے کے لئے پھیلا دیتے ہیں۔ سمندروں کی موجیں اس کو گود میں لینے کے لئے اچھلتی ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی راہ روکنے کے لئے بلند ہو جاتی ہیں لیکن وہ اپنے گھر بلند آسمانوں کی طرف اُڑ جاتی ہے۔

(مرسلہ: قاضی عبدالقادر)

☆ بسنت کی حقیقت کیا ہے؟ ☆ سوتیلی ماں کا کیا مقام ہے؟
☆ قرآن پاک کو کم عمری میں یاد کر کے بھول جانے کا کیا گناہ ہے؟
☆ ضرورت کے تحت اہم اثاثہ جات کی انشورنس کروائی جاسکتی ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

س: بسنت کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کیوں ناجائز ہے؟ برائے مہربانی قرآن و حدیث سے واضح فرمائیں؟

ج: ایک تحقیق یہ ہے کہ حقیقت رائے نامی ایک شاتم رسولؐ ہندو کو مسلمان مغل دور کے اندر عدالت نے سزائے موت دی تھی۔ ہندوؤں نے اسے ہیرو بنا کر اس کے دن کو منانا شروع کیا اور اس کے ساتھ یہ جشن شروع کر دیا۔ لیکن ایک رائے یہ ہے کہ نہیں یہ صرف موسمی تہوار ہے جو بہار آنے کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ بہر حال یہ تہوار اگر موسمی بھی ہو تو اس کا پس منظر ہندووانہ ہے۔ جہاں تک پتنگ بازی کا تعلق ہے میرا اپنا موقف یہ ہے کہ جیسے دوسرے کھیل کود ہوتے ہیں اسی طرح یہ بھی ہے۔ مثلاً والی بال کا میچ ہوتا ہے تو پتنگ بازی کا بھی میچ ہو سکتا ہے' اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہ کھلے میدانوں' پارکوں میں ہو۔ البتہ اس کے ساتھ یہ جو اضافی بھنگڑے ہیں' بے پردگیاں ہیں' فحاشی ہے' بے حیائی ہے' یہ نہیں ہونے چاہئیں۔ اس حوالے سے تو کوئی شخص بھی اس کی تائید نہیں کر سکتا۔ حکومت بھی یہ کہتی ہے اب لوگ جو لوہے کی تار کی ڈور بناتے ہیں' اس سے بجلی کا کروڑوں کا نقصان ہوتا ہے اور لوگوں کے گلے کٹتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔

س: قرآن پاک کو یاد کر کے بھول جانے کا کیا گناہ ہے' جبکہ عمر میں چھوٹا ہونے کی نسبت اسے والدین کی مرضی سے حفظ کیا جائے اور خود کوئی ارادہ نہ ہو؟

ج: عام طور پر ہمارے ہاں حفظ کا جو زیادہ رجحان ہو گیا ہے اس کے نتائج اچھے نہیں نکل رہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض نہیں ہے۔ بچوں کو اگر آپ چھوٹی عمر میں حفظ کراتے ہیں تو وہ صرف ان کی زبان پر ایسا ہے کہ جیسا ٹیپ ریکارڈر میں محفوظ ہوتا ہے کیونکہ اس کے فہم سے انہیں کوئی تعلق سرے سے ہوتا ہی نہیں اور نوے فیصد لوگ پھر بھلا دیتے ہیں' سوائے ان کے کہ جن کا کوئی دینی شغل باقی رہے۔ یعنی جو کسی مسجد کے خطیب ہوں' امام ہوں یا کسی دینی تحریک سے وابستہ ہوں اور وہ درسِ قرآن کا کام کر رہے ہوں۔ لیکن جن بچوں کا یہ معاملہ نہیں ہے 'کوئی میڈیکل میں چلا گیا' کوئی انجینئرنگ میں پڑھ رہا ہے۔ ان کے لئے ظاہر بات ہے کہ حفظ کو برقرار رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ احادیث میں ہے کہ قرآن کو یاد کر کے بھلا دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس اعتبار سے سوچ سمجھ کر حفظ کرنا چاہئے اور والدین کو بھی یہ سوچنا چاہئے کہ اس حفظ کو برقرار رکھنے کے لئے کم سے کم جب تک وہ زندہ ہیں اپنی اولاد پر پورا دباؤ رکھیں۔

س: والدین کی خدمت اولاد کا فرض ہے۔ خواتین کی جب شادی ہو جائے تو شوہر کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتیں۔ اور شوہر عام طور سے والدین کے ہاں بیویوں کا جانا بھی پسند نہیں کرتے تو پھر وہ اپنے والدین کی خدمت کس طرح کریں؟

ج: بیوی کو اپنے شوہر کی اطاعت تو کرنی ہے۔ خاندان کے استحکام کا ایک اصول یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت ہونی چاہئے اور شوہر کی بالاتری ہونی چاہئے۔ نیک بیویاں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہوں۔ اگر شوہر کوئی ایسی بات کروا رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہو جائے گا اور وہ عورت کہ جو اپنے والدین کی خدمت سے اس وجہ سے محروم ہے کہ شوہر نے روکا ہوا ہے تو وہ اپنی نیت کے باعث اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پالے گی۔ البتہ اسے چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کو راضی کرے' آمادہ کرے اور کسی طرح اس کی رضامندی حاصل کر کے اپنے والدین کی خدمت کرے۔

س: ضرورت کے تحت اہم اثاثہ جات کی انشورنس کروائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج: انشورنس سے اگر مراد یہ ہے کہ مال میں کوئی نقصان ہو گیا اور آپ کو اس کے پیسے مل جائیں تو یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ پیسے کس چیز کے آپ کو مل رہے ہیں۔ درحقیقت انشورنس کا یہ نظام سرمایہ دارانہ نظام کو سپورٹ کرنے کی ایک شکل ہے۔ سرمایہ دار بڑا ہوشیار ہے۔ ایک شخص 10 کروڑ کے سرمائے سے کارخانہ لگاتا ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک ماچس کی فیکٹری لگاتا ہے۔ اب وہ سوچتا ہے میری اس فیکٹری کو آگ بھی لگ سکتی ہے۔ کبھی ہو سکتا ہے سیلاب آ جائے اور فیکٹری ختم ہو جائے۔ لہٰذا میں اسے Insure کرا لوں۔ اس انشورنس کے لئے اسے سالانہ قسط دینی پڑتی ہے۔ لیکن یہ پریمیم وہ لاگت پر ڈال دیتا ہے۔ اب دیا سلائی کی Cost میں وہ پریمیم بھی شامل ہے۔ یہ بوجھ اصل میں صارف اٹھا رہا ہے۔ گویا کہ وہ سرمایہ دار یہ چاہتا ہے کہ مجھے اپنی سرمایہ داری سے' کارخانہ داری سے نہ صرف یہ کہ نفع حاصل ہو بلکہ اس کے مستقبل کو بھی صارف ہی محفوظ کرے۔ یہ ایک ظالمانہ نظام ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔

س: بیوہ کے نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا ولی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے؟ اگر بیوہ کہہ دے کہ میں نے فلاں سے نکاح کر لیا ہے تو کیا یہ نکاح درست ہوگا؟

ج: بیوہ کے نکاح کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ بیواؤں کا نکاح کرو۔ یہ ہندوانی رواج ہمارے ہاں چلا آ رہا ہے کہ لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے۔ یہ بہت غلط ہے کیونکہ یہ فطرت کا تقاضا ہے اور قرآن کا حکم ہے کہ بیوہ کی شادی ہونی چاہئے۔ ظاہر بات ہے وہ بالغ عورت ہے لہٰذا وہ بغیر ولی کے خود بھی اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ فقہ حنفی کے اندر اس کی اجازت ہے۔ قرآن مجید سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں تمہیں اس پر کوئی عمل دخل کی ضرورت نہیں یعنی تم حکم نہیں دے سکتے کہ وہاں شادی نہ کرو اور یہاں شادی نہ کرو۔ یہ اس کی اپنی مرضی ہوگی۔ لیکن نکاح کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ اس کے دو گواہ ہوں یعنی اس کا اعلان عام ہو چکا ہے' اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

(باقی صفحہ نمبر 27 پر)

24فروری' پیر: ملائیشیا کے دارالحکومت کوالالمپور میں 116 غیر جانب دار ممالک کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ ملائیشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے اس کانفرنس کو "اسلامی سربراہ کانفرنس" کی شکل دینے میں حق ادا کر دیا۔ انہوں نے کانفرنس کا اجلاس شروع ہونے سے ایک روز قبل "بزنس فورم" سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شمالی کوریا نے دوٹوک الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ اُس کے پاس مہلک ہتھیار ہیں۔ اس کے باوجود عراق کے مقابلے میں امریکا نے شمالی کوریا سے نرم رویہ اختیار کر رکھا ہے جس سے واضح ہو گیا ہے کہ مغرب کی مہم "بدمعاش" قرار دیئے گئے ملکوں کے پاس خطرناک ہتھیاروں کی موجودگی کے خلاف نہیں' بلکہ مسلمانوں کے خلاف ہے......

اس کانفرنس میں دہشت گردی اور حق خود اختیاری کی جدوجہد میں فرق کے بارے میں پاکستان کے موقف کو تسلیم کیا گیا اور اعلامیہ کی حتمی دستاویز میں اسے شامل کر لیا گیا۔

25فروری' منگل: پاکستان کے چاروں صوبوں میں سینٹ کی 88 نشستوں کے نتائج کے مطابق پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) کو برتری حاصل ہوئی۔ پاکستان مسلم لیگ (ق) نے 31' متحدہ مجلس عمل نے 18' پاکستان پیپلز پارٹی نے 11' متحدہ قومی موومنٹ نے 6 اور پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 4' نیشنل الائنس نے 2' عوامی نیشنل پارٹی نے 2' پاکستان پیپلز پارٹی (شیرپاؤ) نے 2' پختون خواہ ملی پارٹی نے 2' بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی) اور بلوچستان نیشنل پارٹی (مینگل)' بلوچستان نیشنل موومنٹ' جمہوری وطن پارٹی' پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) نے ایک ایک نشست حاصل کی......کوالالمپور میں وزیر اعظم مہاتیر محمد کی قیادت میں امریکا کے خلاف دو لاکھ افراد کی ریلی ہوئی جس میں آزاد فلسطینی ریاست کی حمایت' عراق پر پابندیوں کے خاتمے اور بحران کے پُرامن حل کے لئے دنیا بھر کے عوام کے نام یادداشت پیش کی گئی۔ وزیر اعظم نے مطالبہ کیا کہ متوازن ورلڈ آرڈر کے لئے اقوام متحدہ کے کردار میں تبدیلیاں لائی جائیں۔ جنگ کو غیر قانونی قرار دیا جائے۔

26فروری' بدھ: غیر جانب دار ممالک کی تحریک (نام) کی سربراہ کانفرنس کوالالمپور میں ختم ہوئی۔ اس کی طرف سے جاری ہونے والے اعلامیہ میں دہشت گردی کے تدارک کی آڑ میں "نام" کے کسی رکن کے خلاف طاقت کے استعمال کو سختی سے مسترد کر دیا گیا۔ غریب ممالک کے لئے قرضوں میں ریلیف کے لئے کہا گیا۔ جنگی جرائم میں ملوث اسرائیلیوں پر عالمی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ عراق' ایران اور شمالی کوریا کو "برائی کا محور" قرار دینے کے امریکی اعلان کو سیاسی اور نفسیاتی دہشت گردی قرار دیا۔ ممتاز عالمی شخصیات پر مبنی کمیٹی بنائی جائے جو اقوام متحدہ کے امن کردار کو موثر بنانے میں تعاون کرے۔ آزاد ممالک کی علاقائی سالمیت کا مکمل احترام کیا جائے۔ عالمی معیشت پر ترقی پذیر اور چھوٹے ممالک کے مفادات کا تحفظ کیا جائے۔ سرمایہ داری نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ فلسطینیوں کے حق خود اختیاری کی حمایت کرتے ہوئے اُن کے علاقوں پر اسرائیل کے قبضے کے خاتمہ کا مطالبہ کیا گیا......بھارتی پارلیمنٹ میں اپوزیشن ارکان واک آؤٹ کر گئے۔ اُن کا مطالبہ تھا کہ بھارت کے نائب وزیر اعظم ایل کے ایڈوانی مستعفی ہو جائیں کیونکہ اجودھیا کی بابری مسجد کے انہدام میں اُن کا ہاتھ ہے......سعودی عرب نے لاکھوں حاجیوں سے کہا کہ وہ مقررہ وقت سے زیادہ قیام نہ کریں اور واپس چلے جائیں ورنہ 2667 سے 26667 ڈالر تک جرمانہ ہو گا اور چھ ماہ کی سزا ہو گی۔ سعودی عرب کے تاجروں کو بھی وارننگ دی گئی ہے کہ غیر قانونی تارکین کو ملازمت یا پناہ نہ دیں۔

27فروری' جمعرات: سعودی عرب نے عراق کے مسئلے پر اسلامی سربراہ کانفرنس کا ہنگامی اجلاس بلانے کی مخالفت کی ہے اور اسے غیر ضروری قرار دیا ہے......سی آئی اے کی طرف سے امریکی کانگریس کو بھیجی جانے والی ایک رپورٹ کے مطابق دُور مار میزائلوں کی تیاری کے سلسلے میں بھارت لیبیا کی مدد کر رہا ہے۔ بھارت کی ایک کمپنی عراق کی بھی مدد کرتی رہی ہے......اقوام متحدہ کے منشیات پر قابو پانے والے ادارے کی رپورٹ کے مطابق افغانستان 2002ء میں پھر دنیا بھر میں افیون اور پوست کی پیداوار میں پہلے نمبر پر آ گیا ہے۔ یورپی ممالک میں فروخت ہونے والی منشیات کا 75 فیصد حصہ افغانستان سے آتا ہے......

28فروری' جمعہ: ایران نے پاکستان کو بلوچستان کے سرحدی علاقوں میں بجلی سپلائی کرنے کے معاہدے کو موخر کر دیا ہے۔ اس معاہدے کے تحت ایران نے بلوچستان کے سرحدی علاقوں کو 15 فروری سے بجلی کی سپلائی شروع کرنی تھی' مگر اب ایرانی حکومت نے معذرت کر لی ہے اور کوئی نئی تاریخ بھی نہیں دی......افغانستان میں طالبان اور دیگر مجاہدین نے امریکی اور اتحادی افواج کے خلاف اپنی کارروائیوں کا پھر سے آغاز کر دیا ہے' جس کے باعث ان میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ شمالی افغانستان میں نائب وزیر دفاع جنرل عبدالرشید دوستم اور وزیر دفاع جنرل فہیم کے حامی جنرل عطا محمد کی فوجوں کے درمیان لڑائی کے نتیجے میں چھ افراد ہلاک ہو گئے۔

یکم مارچ' ہفتہ: کراچی میں امریکی قونصل خانے کی چوکی پر نامعلوم افراد کی فائرنگ۔ 2 پولیس انسپکٹر ہلاک حملہ آور موٹر سائیکل پر آئے اور فائر کھول دیا۔ فرار ہوتے ہوئے ایک ملزم پکڑا گیا۔ اُس کا جسمانی ریمانڈ لے کر تفتیش جاری ہے......عراق کے عوام سے اظہار یکجہتی کے لئے بحرین' مصر' ترکی اور پاکستان میں امریکا کے خلاف لاکھوں افراد کے احتجاجی مظاہرے ہوئے......عراق نے اعلان کیا کہ وہ اپنے دور مار میزائل "الصمود" آج سے تباہ کر دے گا' جبکہ امریکا نے اس اعلان کو بھی مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ فریب کاری ہے اور ہم صدام کو غیر مسلح کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ اُدھر شرم الشیخ (مصر) میں عرب ممالک کی سربراہ کانفرنس سے قبل وزرائے خارجہ کے اجلاس میں اعلان کیا گیا کہ صدام کو اقتدار چھوڑنے کیلئے نہیں کہیں گے۔

2مارچ' اتوار: ترک پارلیمنٹ نے 62 ہزار امریکی فوجیوں کو ملک میں تعینات کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ پارلیمنٹ کے سپیکر نے اعلان کیا ہے کہ اس سلسلے میں پیش ہونے والی تحریک مسترد کر دی گئی ہے اور اسے مطلوبہ حمایت حاصل نہیں ہو سکی۔ پارلیمنٹ میں 534 ارکان موجود تھے جن میں سے 264 نے تحریک کی حمایت کی جبکہ 250 ارکان نے مخالفت میں ووٹ دیئے......شرم الشیخ' مصر میں عرب لیگ کانفرنس نے عراق پر کسی حملے یا حملے میں کسی عرب ملک کے شریک ہونے کو مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔ کانفرنس کی قرارداد میں صدام حسین کو ہٹانے سے متعلق امریکی مطالبے کے حوالے سے خطے میں کسی قسم کی تبدیلی مسلط کرنے کی کوششوں پر سخت تنقید کی۔ متحدہ عرب امارات کا پیش کردہ امن منصوبہ مسترد ہو گیا' جس میں مشورہ دیا گیا تھا کہ صدام حسین عراقی قیادت چھوڑ کر دو ہفتے میں عراق سے چلے جائیں......عرب لیگ کے اجلاس کے دوران لیبیا کے صدر معمر قذافی اور سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ عبداللہ میں زبردست تلخ کلامی ہوئی۔ قذافی نے کہا کہ شاہ فہد شیطان امریکا کے اتحادی ہیں۔ شہزادہ عبداللہ نے کہا' تم جھوٹے ہو۔ یاد کرو' تمہیں اقتدار میں کون لایا تھا۔ قبر تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی گجرات کے رفیق احمد علی بٹ صاحب کی پھوپھی جان' پروفیسر اشرف ندیم کے بہنوئی اور عبدالرحمن صاحب کے والد گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔ تمام رفقاء تنظیم و قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

سبق آموز اور حکمت بھرے چند ظریفانہ واقعات

انتخاب از: کتاب الاذکیاء' مولفہ: امام ابن جوزی بغدادی

اونٹنی کا بچہ

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سواری کے جانور کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا' ہاں ہم تجھ کو اونٹنی کے بچے پر بٹھائیں گے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟ آپؐ نے فرمایا' اونٹ کو ناقہ یعنی اونٹنی ہی تو جنتی ہے۔

☆☆☆

اچھا سردار

ایک دفعہ حضرت عمرؓ اپنے مکان میں بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ جریر بن عبداللہؓ بھی تھے (اور دیگر حاضرین مجلس بھی)۔ حضرت عمرؓ کو بدبو ہوا محسوس ہوئی تو آپ نے فرمایا صاحب ریح کو چاہئے کہ اٹھ کر وضو کرے۔ جریر نے عرض کیا اے امیر المومنین' تمام حاضرین ہی کو وضو کر لینا چاہئے۔ حضرت عمرؓ نے تجویز پسند کرتے ہوئے فرمایا کہ تم پر خدا کی رحمت ہو' تم جاہلیت کے زمانہ میں بہت اچھے سردار تھے اور اسلام میں بھی بہت اچھے سردار ہو۔

☆☆☆

رائے ٹھیک کرنے کے لئے

ایک عامل امیر کے سامنے کھڑے ہوئے تھے کہ ان کو پیشاب نے مجبور کیا اور وہ باہر آ گئے۔ پھر (فارغ ہو کر) واپس آئے تو امیر نے پوچھا کہاں گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''رائے ٹھیک کرنے کے لئے''۔ ان کا اشارہ اس مشہور مقولہ کی طرف تھا: لا رای لحاقن (پیشاب روکنے والے شخص کی رائے قابل اعتبار نہیں)

☆☆☆

چور کون؟

ایک شخص کے پانچ سو دینار چوری ہو گئے۔ وہ سب مشتبہ لوگوں کو حاکم کے پاس لے گیا۔ حاکم نے کہا کہ میں تم میں سے کسی کو مار پیٹ نہ کروں گا بلکہ میرے پاس ایک لمبی ڈور ہے جو ایک اندھیرے کمرے میں پھیلی ہوئی ہے۔ تم سب اس کمرے میں جاؤ اور ہر ایک شخص اس ڈور کو ہاتھ میں لے کر اسے شروع سے آخر تک ہاتھ لگائے چلا جائے اور ہاتھ کو آستین میں چھپا کر باہر آتا رہے۔ یہ ڈور چور کے ہاتھ پر لپٹ جائے گی۔ حاکم نے ڈور کو پسے ہوئے کوئلہ سے کالا کر دیا تھا۔ تو ہر شخص نے اندھیرے میں ڈور پر اپنے ہاتھ کو کھینچا مگر ان میں سے ایک شخص نے (اس کو ہاتھ نہیں لگایا)۔ جب سب لوگ باہر آ گئے تو ان کے ہاتھوں کو دیکھا گیا۔ سب کے سیاہ تھے سوائے ایک شخص کے۔ اسی کو پکڑ لیا گیا جو اقراری ہو گیا۔

☆☆☆

آنکھوں میں آنسو کا اعتبار نہیں

مجالد شعبی روایت کرتے ہیں کہ میں قاضی کے پاس موجود تھا کہ ایک عورت ایک مرد سے جھگڑتی ہوئی آئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ میں نے کہا اے ابو امیہ (قاضی کی کنیت)! میرے خیال میں یہ غمزدہ مظلومہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا' اے شعبی! یوسف کے بھائی بھی تو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے تھے۔

☆☆☆

حافظہ اور نسیان

محمد بن ابی السری کہتے ہیں کہ مجھ سے ہشام بن الکلبی نے کہا کہ میں نے حفظ بھی ایسا کیا کہ کسی نے ایسا نہ کیا ہوگا اور مجھ سے بھول بھی ایسی ہوئی جو کسی سے نہ ہوئی ہوگی۔ میرے چچا ایسے تھے کہ مجھ پر حفظ قرآن سے خفا ہوتے تھے۔ تو میں ایک گھر میں داخل ہوا اور قسم کھالی کہ جب تک پورا قرآن حفظ نہ کر لوں گا گھر سے نہ نکلوں گا۔ میں نے قرآن کو تین دن میں حفظ کر لیا۔ (نسیان کا یہ واقعہ پیش آیا کہ) ایک دن میں نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی۔ (چونکہ داڑھی زیادہ بڑھ گئی تھی) میں نے اس کو مٹھی میں پکڑا تا کہ باہر بڑھے ہوئے بالوں کو مٹھی کے نیچے سے کاٹ دوں لیکن مٹھی سے اوپر کا حصہ کاٹ دیا۔

☆☆☆

فریقین کی موجودگی میں فیصلہ

ایک مرتبہ ہارون الرشید نے امام ابو یوسف سے پوچھا کہ فالودہ اور لوزینہ کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے' دونوں میں سے کون اعلیٰ ہے۔ آپ نے کہا اے امیر المومنین' فریقین جب تک حاضر نہ ہوں میں فیصلہ نہیں کیا کرتا۔ ہارون الرشید نے دونوں چیزیں منگا دیں۔ اب ابو یوسف نے لقمہ پر لقمہ مارنا شروع کر دیا۔ کبھی فالودہ میں سے کھاتے تھے اور کبھی لوزینہ میں سے۔ جب دونوں پیالے آدھے کر دیئے تو بولے اے امیر المومنین' میں نے اب تک کوئی دو حریف ان سے زیادہ لڑنے والے نہیں دیکھے۔ جب بھی میں نے ایک کے حق میں فیصلہ دینے کا ارادہ کیا تو فوراً دوسرے نے اپنی دلیل پیش کر دی۔

☆☆☆

آب زم زم کی تاثیر

حمیدی سے مروی ہے کہ ہم سفیان بن عیینہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے ہم سے زمزم والی حدیث بیان کی کہ وہ جس حاجت کی نیت سے پیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دے گا۔ یہ سن کر ایک شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔ پھر واپس آیا اور سفیان سے کہنے لگا کہ اے ابو محمدؒ کیا وہ حدیث جو زمزم کے بارے میں ہم سے روایت کی گئی صحیح نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صحیح ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس نیت سے کہ آپ مجھے ایک سو احادیث سنا دیں' زمزم کا ایک ڈول پی کر آیا ہوں۔ سفیان نے کہا' بیٹھو اور پھر اس کو ایک سو احادیث سنائیں۔

☆☆☆

راز کی بات

سنا گیا ہے کہ حجاج ایک دن اپنے لشکر سے الگ ہو گیا۔ اس دوران وہ ایک اعرابی سے ملا اور کہا کہ اے معزز عرب' حجاج کیسا ہے۔ اس نے کہا: ظالم ہے' غاصب ہے۔ حجاج نے کہا' پھر تم عبدالملک (خلیفہ) کے پاس اس کی شکایت کیوں نہیں لے گئے۔ اس نے جواب دیا کہ خدا اس پر لعنت کرے وہ اس سے بھی بڑا ظالم اور غاصب ہے۔ اتنے میں حجاج کا لشکر آن پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اس بدوی کو بھی سوار کر لو۔ انہوں نے کر لیا تو اس نے لشکر والوں سے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا' حجاج۔ یہ سن کر بدوی نے حجاج کے پیچھے گھوڑا دوڑایا اور آواز دی کہ اے حجاج۔ اس نے کہا' کیا ہے۔ بدوی نے کہا' دیکھنا وہ جو ہمارے تمہارے درمیان ایک راز کی بات ہوئی تھی وہ کسی سے کہہ نہ دیجئے گا۔ اس پر حجاج ہنس پڑا اور اس کو چھوڑ دیا۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ماہ دسمبر میں انجمن خدام القرآن جھنگ کی دعوتی سرگرمیاں

دسمبر کے خطبات جمعہ کا موضوع قرآن کے حقوق اور ہماری ذمہ داریاں رہا۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے ذریعے تحریک رجوع الی القرآن خوب بڑھی ہے۔ حلقہ علماء نے اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے طور پر قرآن حکیم کے دروس کی مجالس قائم کیں۔ صدر انجمن محترم مختار حسین فاروقی کا ان سے تعارف رہا۔ رمضان المبارک میں درس قرآن کے حلقہ جات میں افطار ڈنر پر بھی صدر انجمن نے دعوتِ قرآنی پیش کی۔ انجمن میں شمولیت اور اکیڈمی کے قیام وتعمیر کے سلسلہ میں مالی تعاون کیا گیا۔

انجمن کی ماہوار عاملہ میٹنگ میں صدر انجمن نے دعوۃ قرآنی پر مشتمل سرگرمیوں سے اراکین عاملہ کو آگاہ کیا' جس پر عاملہ نے اس تسلی بخش رپورٹ پر صدر انجمن کو مبارکباد پیش کی۔ تعمیر قرآن اکیڈمی کا مشورہ جاری ہے جس میں اکیڈمی کی باؤنڈری وال پر اخراجات کا تعین کیا گیا' بعدازاں ملک عبدالمجید کھوکھر صاحب نے دستور انجمن کا مطالعہ کرایا۔ ساتھ ہی صدر انجمن نے اہم نکات کی وضاحت کرتے رہے' طے پایا کہ انجمن خدام القرآن جھنگ کی مجلس شوریٰ کے انتخاب اور دیگر امور کے لئے سالانہ اجلاس منعقد کیا جائے جس کی نئی تاریخ 22 جنوری طے پائی ہے' جس میں باضابطہ مجالس عاملہ وشوریٰ کا انتخاب ہوگا ان شاء اللہ۔ صدر انجمن نے جھنگ سے تعلق رکھنے والے انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلبہ کے اصرار پر آسان عربی کلاس الہدیٰ لائبریری میں پڑھائی' جو روزانہ دس بجے سے ایک بجے تک منعقد ہوتی رہی' ماہ دسمبر میں درسِ قرآن کے دو نئے حلقے شروع کرنے کی دعوت ملی ہے' جسے صدر انجمن محترم فاروقی صاحب نے قبول کرلیا ہے' دعا ہے اللہ رب العزت اس سرزمین جھنگ کو اس پرخلوص دعوت کے نتیجے میں اعوان وانصار نصیب فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ: محمد انور سعید)

تربیتی و تنظیمی اجتماع لاہور کینٹ

مورخہ یکم فروری 2003ء کو تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کا ماہانہ تربیتی اجتماع جامع مسجد خدام القرآن' اکیڈمی روڈ لاہور میں بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ پروگرام کا آغاز درسِ قرآن سے ہوا۔ محترم محمد مبشر نے سورۂ تغابن کے دوسرے رکوع کی روشنی میں تذکیر بالقرآن کا فریضہ سرانجام دیا۔ بعدازاں محترم اللہ بخش صاحب نے فلسفۂ قربانی کے موضوع پر خطاب فرمایا اور بتایا کہ قربانی کی روح یہ ہے کہ ہم اپنی خواہشات' اپنے مال کو اور جان' قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ آج بھی اسلام کے نظامِ عدل کو قائم کرنے کے لئے قربانیاں درکار ہیں۔ اس کے بعد رفقاء کو "اپنی ذمہ داریاں اور فکرِ آخرت" کے عنوانات کے تحت مختصر گفتگو کا موقع دیا گیا۔ نمازِ عشاء کے بعد محترم فتح محمد قریشی صاحب نے فکرِ آخرت کے حوالے سے چند احادیث اور اُن کی تشریح پیش کی آخر میں عابد قریشی صاحب نے سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی سیرت کے واقعات پڑھ کر سنائے۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: قرۃ العین)

تقریب تکمیل حفظ قرآن

مورخہ 5 فروری 2003ء بروز بدھ نشتر کالونی لاہور کے نقیب جناب قرۃ العین نے اپنے بیٹے محمد عبداللہ عمر ساڑھے نو سال کے قرآن مجید حفظ کرنے پر ایک مختصر سی تقریب کا اہتمام کیا' جس میں عزیز واقارب کے علاوہ رفقاءِ اُسرہ اور احباب و اصحاب علم نے بھی شرکت فرمائی۔ تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر محترم حافظ عاکف سعید مہمانِ خصوصی کے طور پر اس تقریب کی رونق بنے۔ آغاز میں کمسن حافظ عبداللہ نے سورۂ حشر کا آخری رکوع تلاوت کیا۔ اس کے بعد محترم حافظ عاکف سعید نے عظمتِ قرآن کے موضوع پر انتہائی پُرمغز' مدلل اور تذکیری گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اتنی بڑی کتاب کو بغیر کسی شوشے کے فرق کے زبانی یاد کیا جاتا ہے اور یہ اسی لئے ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کی عظمت کا ہم ادراک نہیں کرسکتے جس طرح ہم اللہ کی ذات عالی کا ادراک نہیں کرسکتے۔ کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے اور یہ شہنشاہ ارض وسماوات کا کلام ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے اس کو غلافوں میں لپیٹ کر رکھ دیا۔ قرآن انسانوں کی رہنمائی کے لئے نازل ہوا تھا اور ہم نماز کی ہر رکعت میں ہدایت طلب بھی کرتے ہیں اور قرآن جو سراپا ہدایت نامہ ہے ہم اس کو پڑھنے' سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں آج مسلمان قرآن کی عملی تکذیب کا شکار ہے۔ بقول اقبال ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

آخر میں ایک حدیث نبویؐ کی روشنی میں حقوقِ قرآن کی طرف حاضرینِ مجلس کی توجہ دلائی۔ حافظ عاکف سعید نے آخر میں دعا فرمائی۔ حاضرین مجلس کی اکثریت نے حافظ عاکف سعید کی گفتگو کو بہت پسند کیا۔ آخر میں ماحضر سے احباب ورفقاء کی تواضع کی گئی اللہ ہمیں اپنے پسندیدہ دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

حلقہ خواتین تنظیم اسلامی کے وفد کا مرکز طیبہ' مریدکے کا دورہ

نیک مقاصد کے لئے قائم کردہ تنظیموں میں باہمی اشتراکِ عمل ضروری ہوتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے شعبہ خواتین کی طرف سے تنظیم اسلامی حلقۂ خواتین کو مرکز طیبہ مریدکے کے دورے کی دعوت دی گئی تاکہ باہمی تعاون کو فروغ دیا جائے۔

چھ رکنی وفد طے شدہ پروگرام کے مطابق 25 جنوری' 2003ء کو تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کا چھ رکنی وفد پر مشتمل قافلہ ذاتی ٹرانسپورٹ کے ذریعے 10:30 پر مریدکے پہنچا۔

مرکز کی خواتین نے رفیقاتِ تنظیم کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ تنظیم کے وفد کا استقبال کرنے والیوں میں ایک نمایاں شخصیت محترم ام حماد کی تھی جو جماعۃ الدعوۃ شعبہ خواتین کی سربراہ ہیں۔ اس سادہ اور پروقار خاتون کے ہر ہر عمل سے ان کی اسلام سے وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ دین میں ان کے خلوص کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حضرت خنساءؓ کی روایت پر عمل کرتے ہوئے اپنے دو بیٹے جہاد کشمیر میں قربان کردیے ہیں اور باقی بیٹے بھی اس راہ کے غازی ہیں۔ تعارف کے بعد رفیقاتِ تنظیم نے اپنا دعوتی لٹریچر' کتابچے' سی ڈیز' کیسٹس میزبان خواتین کو تحفتاً پیش کیے تاکہ افہام وتفہیم کی فضا صحیح نہج پر آگے بڑھ سکے اور قبل از واپسی انہوں نے بھی اپنا دعوتی لٹریچر ہمیں پیش کیا۔ اس کے بعد پرتکلف چائے سے تواضع کی گئی پھر منتظمات کی طرف سے مرکز طیبہ ماڈل اسٹیٹ کے دورے کا پروگرام تھا۔ ماڈل اسٹیٹ اس لحاظ سے منفرد شمار ہوتی ہے کہ یہ اپنے تمام تر معاملات میں خودکفیل ہے۔ اس اسٹیٹ میں طیبہ مسجد' اسپتال' الدعوۃ ماڈل سکول (فار گرلز)' الدعوۃ سائنس کالج (فار بوائز)' طیبہ مارکیٹ' ہاسٹل (فار بوائز)' مچھلی فارمز' سوئمنگ پولز اور امرودوں کے باغ موجود ہیں۔ یہ ماڈل اسٹیٹ اس لحاظ سے واقعتاً مثالی تھی کہ اس کا ماحول قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کر رہا تھا۔ تمام خواتین باپردہ تھیں۔ یہ ماحول لہو ولعب یعنی موسیقی سے مکمل پاک' نہایت روح پرور اور ایمان افروز ماحول تھا۔

نمازِ ظہر کے بعد طعام کا انتظام تھا۔ اس کے بعد باہمی دلچسپی کے امور کے حوالے سے ایک چھوٹی سی تقریب کا اہتمام تھا۔ نائب ناظمہ تنظیم اسلامی محترم امۃ المعطی صاحبہ نے مسلم خواتین کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے خطاب کیا اور اس حوالے سے تنظیم اسلامی کے مؤقف کی وضاحت کی۔ مختلف جماعتوں کے اس افتراق وانتشار کے ماحول میں انہوں نے دونوں تنظیموں کے اس جذبۂ خیرسگالی کو بے حد سراہا اور دینی جماعتوں کے باہمی تعاون کے اس سلسلے کو ایک اہم سنگ میل قرار دیا۔ چائے کے بعد تمام رفیقات نے تفریحی طور پر نشانہ بازی کے مقابلے میں حصہ لیا۔ غرض یہ قافلہ مستقبل کے لئے پرامید تمنائیں اور خوشگوار یادیں سمیٹے تقریباً چار بجے واپسی کے لئے روانہ ہوا۔

(رپورٹ: راحت جبیں)

reflection of Sabra and Shatila, or at least, Gaza and West Bank?

In the week Thomas Friedman was thinking of telling "the truth," and the American press focusing on Baghdad, the violence in occupied Palestine suddenly surged. In six days, at least 30 Palestinians were killed in a series of Israeli operations, chiefly in the Gaza Strip and the West Bank city of Nablus. Did Friedman not read those reports? Why does he not think of liberating Palestinians from the tyranny of Israel?

4. Iraqis need help to "create a progressive state." What about a democratic one? Why is this change in vocabulary? Is democracy no more a priority, or a progressive state is different than democratic state? Under the new concept, Egypt is a progressive state. Afghanistan is progressive state in the making. Pakistan is an example that shows democracy and dictatorships are irrelevant as long as the US objectives are served. Interestingly there is neither a talk of democracy nor progressive state for countries already under American occupation, such as Kuwait, Qatar, Saudi Arabia, Yemen, etc.

5. The final "truth" Mr. Friedman likes us to believe is that as a result of war on Iraq, "this region won't keep churning out angry young people who are attracted to radical Islam and are the real weapons of mass destruction." Please note that it is not the "region" that churns out "angry young people." It is the situation and circumstances shaped by the policies of the leading powers of the day that first make the people upset, deprive, suffer and frustrated, and then turn them into living bombs and missiles. Why doesn't Switzerland churn out such human bombs? Isn't it the same planet everywhere?

There must be some reason for our not witnessing as many "angry people" turning into "weapons of mass destruction" in the whole world as in Israel. There is nothing wrong with the land. It is that the Israeli policies of occupation and repression have created an environment that makes death more attractive for its victims than life. Similarly, the "region" is churning out "angry young people," not because Saddam Hussein is in power. It is because the US is involved in replicating at regional scale what the Israeli government has been doing on local level since its inception.

Without bravely facing the truths summarised here and admitting the associated duplicity and hypocrisy, it would forever remain a dream for Bush and Thomas Freidmans of the US media to create a global context where they butcher people in Iraq and elsewhere and the world still applauding for them.

❖ ❖ ❖

بقیہ: افہام وتفہیم

س: آپ نے والدہ کے حقوق بتائے ہیں لیکن کیا یہ تمام حقوق اس ماں پر بھی پورے ہوں گے جو کہ بچوں کی سوتیلی ماں ہو' لیکن وہ بچوں کے فرائض سگی ماں کی طرح پورے کر رہی ہو اور اسے یہ بچے شیر خوارگی کی عمر کے بعد ملے ہوں؟

ج: میں سمجھتا ہوں اس صورت میں اُسے زیادہ ثواب ہو گا' اور اس کا مقام دوہرا ہو جائے گا کہ حقیقی ماں نہ ہونے کے باوجود اس نے بچوں کی نگہداشت اور پرورش اسی طرح کی ہے جیسے کہ اپنے حقیقی بچوں کی کرتی ہے۔

س: حدیث کے مطابق ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے لیکن آج کل کی مائیں اپنے بچوں کی تربیت صحیح نہیں کرتیں۔ ایسی ماؤں کا کیا مقام ہے؟

ج: ماں کے قدموں تلے جنت ہے یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن فرض کیجئے وہ ماں اس معنی میں حقیقی ماں کا کردار ادا نہیں کر رہی کہ اس نے بچے کی تربیت کے اندر سرے سے دین کا کوئی خیال رکھا ہی نہیں۔ تو اس جرم کے باعث ہوسکتا ہے کہ ماں ہونے کے ناطے جو اس کا مقام تھا اس کی نفی ہو جائے۔ لیکن اولاد کے لئے تو ماں کی خدمت کرنا جنت کے حصول کا ذریعہ ہے چاہے ماں نے اپنے فرائض میں کوتاہی کی ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''بڑا بد بخت ہے وہ شخص جس کو بوڑھے والدین کا بڑھاپا مل جائے اور وہ پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو'' یعنی مختصر اور یقینی طریقہ اولاد کے لئے یہ ہے کہ اپنے والدین کی خدمت کرے اور جنت کو حاصل کر لے۔

س: کچھ عرصے کے بعد میری شادی ہونے والی ہے اور میری والدہ مہندی' تیل اور دیگر فضول رسومات پر بضد ہیں۔ میں فضول رسومات سے بچنے کے لئے کس حد تک سختی کر سکتا ہوں؟

ج: بس آپ اڑ جایئے کہ میری شادی کرنی ہے تو جیسے میں چاہوں گا ویسے ہو گی۔ اللہ اللہ خیر صلا۔ اس میں مشکل کیا ہے۔

س: براہ کرم چہرے کے پردے کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر واضح کر دیں کیونکہ پچھلے دنوں روزنامہ جنگ میں اس معاملہ میں آپ کا نقطۂ نظر ہمارے ایک دوست کے بقول Controversial سا تھا۔

ج: میں چہرے کے پردے کا سختی سے قائل ہوں کہ چہرہ بھی پردے میں شامل ہے۔ البتہ چہرہ ستر میں شامل نہیں ہے۔ ایک ہے ستر' ایک ہے حجاب' دونوں میں فرق ہے۔ ستر جسم کا وہ حصہ ہے۔ (مرد کا بھی عورت کا بھی) جو سوائے بیوی یا شوہر کے اور کسی کے سامنے نہیں کھل سکتا۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے۔ عورت کا ستر پورا جسم ہے۔ سوائے چہرے ہاتھ' کلائیوں سے باہر اور ٹخنوں سے نیچے پاؤں' باقی پورا ستر ہے۔ اس سے آگے عورت جسم کھول سکتی ہے صرف اپنے شوہر کے لئے یا حسبِ ضرورت کسی معالج یا ڈاکٹر کے لئے۔ حجاب اس سے آگے ہے۔ اس میں چہرہ بھی شامل ہے۔ نامحرموں سے حجاب ہو گا جبکہ محرموں سے ستر ہو گا۔ باپ کی سامنے بھی عورت سوائے ان تین چیزوں یعنی چہرہ' ہاتھ اور کھلے پاؤں کے نہیں آ سکتی۔

س: جیسا کہ محسوس ہوتا ہے اس عظیم جنگ میں کچھ ہی عرصہ رہ گیا ہے جس کا احادیث میں تذکرہ ہے اور جیسا کہ ایک خیال یہ ہے پاکستان کا بھی اس میں کوئی کردار ضرور ہو گا تو کیا یہ ممکن ہے کہ اتنے کم عرصے میں یہاں اسلام' نافذ ہو سکے۔ جبکہ یہاں کی اکثریت فضولیات میں مگن ہے؟

ج: اس امکان کی ایک شکل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے تصرف خصوصی کے ساتھ حکمرانوں کے دل بدل دے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ''تمام انسانوں کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے مابین ہیں وہ جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔''

س: اگر اولاد نیک ہو تو کیا اولاد اپنے والدین کے لئے صدقہ جاریہ نہیں ہو گی؟

ج: یقیناً نیک اولاد سب سے بڑا صدقۂ جاریہ ہے۔

ضرورتِ رشتہ

25 سالہ متوسط گھرانے کی لڑکی کے لئے دینی گھرانے سے موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: ندیم احمد' موبائل فون: 0300-9499432

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.8
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail:abidjan@tanzeem.org)

Admit The Truth

In one of his frantic attempts to justify war on Iraq, the icon of American mainstream media, Thomas L. Friedman of *New York Times*, came up with the idea for US Administration to tell the truth to win public support for yet another war. He titled his February 19 column, "Tell the truth" and summarised the truth in his 4th-last paragraph in the following words:

"Tell people the truth. Saddam does not threaten us today. He can be deterred. Taking him out is a war of choice — but it's a legitimate choice. It's because he is undermining the U.N., it's because if left alone he will seek weapons that will threaten all his neighbors, it's because you believe the people of Iraq deserve to be liberated from his tyranny, and it's because you intend to help Iraqis create a progressive state that could stimulate reform in the Arab/Muslim world, so that this region won't keep churning out angry young people who are attracted to radical Islam and are the real weapons of mass destruction."

Anyone who has a mind and understanding of the ABC of international relations and history may easily understand that these are merely fig leaves to hide the truth. After days of homework and ceaseless activity of the thought mills in Washington, the whole argument for making a case for war boils down to the following:

1. Saddam is "undermining the UN";
2. Saddam's weapons "will threaten all his neighbours";
3. "...people of Iraq deserve to be liberated from his tyranny";
4. Iraqis need "help" to "create a progressive state"; and
5. as a result of war and "progressive state," "this region won't keep churning out angry young people who are attracted to radical Islam and are the real weapons of mass destruction."

If Bush and his Allies have the courage, they must face and admit the truth as it is. Reality behind the "truths" mentioned by Thomas L. Friedman is given as under for further discussion by those who would like to separate truth from falsehood:

1. If Saddam is a violator of Resolution 1441, would Thomas Friedman mind telling us something about UN resolution 242 of 1967 – leaving out the rest -- requiring Israel to withdraw from occupied Arab territories?

The US needed and used UN to end a nascent Iraqi occupation of Kuwait. It used the UN to punish Iraqi people for the last 12 years for its crime of momentarily occupying Kuwait. It now needs the UN once more to let it wage another war. Why has the UN been made irrelevant in the case of Israeli occupation of Palestine? Are US and Israel not undermining and sidelining UN for prolonging the already longest occupation of modern history? Has Saddam killed any of the UN personnel like Israel? Has Saddam shelled a UN compound, killing countless innocent civilians?

Saddam can never undermine the UN the way the US has been doing all along with its Veto power. Undermining the UN is actually the US vetoing: two UN resolutions affirming the rights of "the Palestinian people to self-determination, statehood and equal protections"; four resolutions calling for "self-determination of Palestinian people"; six resolutions affirming "the inalienable rights of the Palestinian people"; seven resolution endorsing "self-determination for the Palestinian people" and many more.

2. Saddam's weapons "will" threaten its neighbours. Alright. We accept "will" as a truth. However, what about Israel's weapons which have already threatened and turned its neighbours into spineless lambs. Are not the neighbouring Arabs helplessly watching their fellow Arabs being massacred on daily basis by the Israeli forces in the occupied territories? Why are they silent if not due to the fear of Israel's threat to use its weapons of mass destruction against them? Presenting Iraqi weapons as a threat is not a truth but a distraction. The only weapons of mass destruction in the Middle East are in Israel, an American protectorate.

"Arabs may have the oil, but we have the matches," said Sharon before he became prime minister. Steinbach says such a threat could be used to compel the Bush administration to act exclusively in Israel's favour were it to waver in the face of growing international support for the intifada. Francis Perrin, the former head of the French nuclear weapons programme, wrote: "We thought the Israeli Bomb was aimed at the Americans, not to launch it at the Americans, but to say, 'If you don't want to help us in a critical situation [when we] require you to help us . . . we will use our nuclear bombs'." Israel used this blackmail during the 1973 war with Egypt, forcing Richard Nixon to resupply its badly shaken military. The Israeli nuclear threat is seldom raised in Europe, and is a non-issue in the United States. However, since the election of Sharon, who has presided over massacres of Palestinian civilians since 1953, this may be changing. Television pictures from Gaza and the West Bank ought to leave little doubt that Israel is a terrorist state, threatening everyone who opposes its policy of state murder.

3. Definitely, Iraqi people need to be liberated from the tyranny of Saddam. Would, Friedman, however compare tyranny faced by Iraqi people at the hands of Saddam with the tyranny faced by Palestinians, Kashmiris, Algerians, Egyptians, or Pakistanis at the hands of tyrants, fully sponsored by Washington. Are Saddam Hussein's tanks rumbling in the streets of Baghdad? Are Saddam's security forces bulldozing homes of Iraqi people and shooting their children at will as we witness in Palestine? Is any of the Iraqi cities a